مئی و جون ۱۹۸۴ء ۸۶/۹۲

آرگن: آل انڈیا سنی تبلیغی جماعت و مرکز علم و ادب دار العلوم غریب نواز الٰہ آباد

بیادگار — بظل روحانی

سلطان الہند خواجہ خواجگان خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ — عارف حق بیدی سرکار مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ

زیر سرپرستی

خطیب مشرق علامہ مشتاق احمد نظامی خلیفہ مفتی اعظم ہند مہتمم دار العلوم غریب نواز و بانی آل انڈیا سنی تبلیغی جماعت الٰہ آباد

ماہنامہ پاسبان الٰہ آباد

چیف ایڈیٹر
مولانا حسن رضا خاں
پی۔ ایچ۔ ڈی

ایڈیٹر
انوار احمد نظامی
ناظم اعلیٰ دار العلوم غریب نواز

جلد ۳۸ — شمارہ ۴

سب ایڈیٹر
عبد القیوم مصباحی ۔ مولانا جہانگیر خاں

مدیر اعزازی: حضرت ضیا جالوی ۔ حضرت اسلم بستوی ۔ حضرت نسیم بستوی ۔ حضرت سید شمیم گوہر

اب پانی سر سے اونچا ہو گیا

ضلع پورنیہ کی تحصیل ارڑیا میں تبلیغی اجتماع ۔ پوری دنیائے سنیت کے لئے ناپاک سازشوں کا عظیم منصوبہ!!

ابھی گزشتہ دنوں ضلع پورنیہ کی تحصیل ارڑیا میں تبلیغی اجتماع ہوا جس کی ایک پرائیویٹ میٹنگ میں جماعت کے سربراہ اعلیٰ جو اُن کی اپنی اصطلاح میں "حضرت جی" ہیں۔ انھوں نے اپنی قوم کو آگاہ کیا کہ بریلیوں کے بڑھتے طبقے سے مایوس ہو جاؤ انھیں تو کفر و شرک پر ہی مرنا ہے۔ معاذ اللہ، البتہ انکی نئی نسل کو بدل ڈالو اور اجمیر، کلیر، بہرائچ یہ سب شرک کے اڈے ہیں اور شرک کا سب سے بڑا اڈا بریلی ہے، ان سبھوں کو اس طرح مسمار کرنا ہے کہ وہاں کوئی پیشاب کرنے والا بھی نہ جائے" یہ خبر پورے بہار میں گونج رہی ہے۔ اگر اب تک آپ نے سنی تبلیغی جماعت کی ضرورت نہیں محسوس کی تو اب ان حالات میں بیدار ہو کر ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا ہو جائیے جس سے ہماری زندگی کا ثبوت مل سکے۔

مرتب: خورشید الور نظامی، وقار احمد نظامی، مہدی حسن گوہر نظامی

زر سالانہ ۲۵ روپے ۔ فی کاپی ۵۰-۲ روپے ۔ غیر ممالک سے

انوار احمد نظامی ایڈیٹر، پرو پرائٹر، پرنٹر، پبلشر نے تاج آفسٹ پریس سے چھپوا کر شائع کرایا

معمار ملت حضرت مولانا الحاج شبیہ القادری سربراہ اعلیٰ شاخ سنی تبلیغی جماعت بکھریرا کی دعوت پر حضرت علامہ نظامی اپنی علالت کے باوجود بکھریرا تشریف لائے۔ جہاں علماء، طلباء، عوام و خواص نے پرتپاک خیر مقدم کیا۔ پورا علاقہ زندہ باد کے نعروں سے گونج رہا تھا۔ بعد تقریر حضرت علامہ نظامی کے ایماء پر خطیب ہند مفکر اسلام حضرت مولانا حسن رضا خاں صاحب پی۔ ایچ۔ ڈی نے الدر الثمین کا پہلا نسخہ مناظر اہلسنت حضرت مولانا مفتی محمد اسلم صاحب مہتمم جامعہ قادریہ مقصود پور کی خدمت میں پیش کیا۔ پھر عوام اسے خریدنے کے لئے اس طرح ٹوٹے جیسے شمع پر پروانے۔ "الدر الثمین" حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی عربی زبان میں کتاب ہے۔ جس کا معمار ملت نے اردو زبان میں ترجمہ کرکے شاخ سنی تبلیغی جماعت بکھریرا کی طرف سے شائع کیا۔ غالباً سلسلہ اشاعت کی یہ پانچویں قسط ہے۔ حسب ذیل پتہ سے یہ کتابیں حاصل کی جاسکتی ہیں۔

محمد ریان نظامی
دارالعلوم غریب نواز۔ الہ آباد

از :- ضیاء جالوی

آفتاب عالمتاب کی نورانی کرنیں جب ذرے ذرے کو روشن آفتاب بنا چکتی ہیں تو خود آفتاب ہماری نگاہوں سے اوجھل ہو جاتا ہے، لیکن اس کی جگہ فضائے عالم پر ستاروں کی کتنی ہی قندیلیں روشن ہو جاتی ہیں، جو اگرچہ آفتاب نہیں ہوتیں لیکن آفتاب ہی کی طرح تاریکیوں کو آداب گریز سکھاتی ہیں۔ یہ ستارے آفتاب ہی سے کسب نور کر کے خود بھی چمکتے ہیں۔ اور پست و بلند، خشک و تر کو بھی چمکا دیتے ہیں۔

آفتاب نبوت جب ساری دنیا کو بقعۂ نور بنا دینے کے بعد ہماری آنکھوں سے نہاں ہوا تو اسی آفتاب کی ضیا بخشی سے آسمان ولایت پر ہزاروں، لاکھوں ستارے رونما ہو گئے۔ جن کی عالم افروز کرنیں ضلالت و گمرہی کی تہہ در تہہ ظلمتوں کا کلیجہ چاک کر گئیں جنہوں نے نگاہوں کو بھی فروغ نور بخشا اور نہاں خانۂ دل کو بھی تابناک بنا گئیں۔

ضلالت و گمرہی کی گھٹا ٹوپ تاریکی میں تاریکیوں کو تعلیم فنا دینے کے لئے ملت کے آسمان پر جو ستارہ آج سے بانوے ۹۲ برس پہلے بریلی کے افق پر طلوع ہوا تھا وہی ستارہ ۱۴؍ محرم الحرام کو رات کے ایک بجکر ۴۰ منٹ پر بریلی ہی میں غروب ہو گیا

(انا للہ وانا الیہ راجعون)

یہ وہی ستارہ تھا جس کی تابناک کرنیں از افق تا افق دوڑ گئی تھیں۔ اور از کراں تا کراں اجالا پھیل گیا تھا۔ اسی ستارے کو ہم حضرت مولانا مصطفےٰ رضا خاں علیہ الرحمۃ والرضوان کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ اسی ستارے کو عرفان آگہی کی دنیائے شوق مفتیٔ اعظم ہند کہتی ہے۔ آپ ہی کی روحانی عظمت اور علمی و عرفانی شوکت اقتدار کا پرچم آج عرب و عجم پر لہرا رہا ہے۔

آہ حضور مفتی اعظم ھند! آپ تھے تو گلشن میں بہار آئی ہوئی تھی، باغ کے روشوں پر بھی اپنا عمل دخل تھا اور باغ کی ڈالی ڈالی پتے پتے پر بھی ہماری اجارہ داری تھی آپ گئے تو گلوں کی پھبن اس کا بانکپن بھی رخصت ہوا۔ اور باغ کی بہاریں بھی آپ کے ساتھ گئیں۔ حیات و کائنات کی ساری رعنائیاں آپ اپنے ساتھ ہی لیتے گئے۔

آہ! اب کون گلوں کے پیرہن کے چاک رفو کرے گا؟ کس کو بلبل کے دل صد چاک کی فکر دامن گیر ہوگی؟ کون خستگان راہ کو منزل کا پیام دے گا؟ کہاں جاکر بادۂ الفت کے متوالے اپنی پیاس بجھائیں گے۔ کس کے چشمۂ فیض سے تشنہ کامان معرفت جام پر

جام چڑھائیں گے خم سے خم لنڈھائیں گے ؟ کون قطرے کے طلبگار کو دریا بخش دے گا؟ کس کے میدے سے دردو تہہ جام کی آرزو کرنے والا میکوہ بردوش ہو جایا کرے گا؟ طوفان تلاطم سے اب ہماری سفینہ ہائے حیات کیسے پار ہوں گی ؟ کون بجلیوں کی زد پہ بھی آشیانہ تعمیر کرنے کے حوصلے فراہم کرے گا؟ تیز و تند ہواؤں میں چراغ محبت جلائے رکھنے کے انداز اب ہم کہاں سیکھیں گے ؟ کون اب ہمارے زخمی دلوں پر مرہم رکھے گا؟ جراحت دل کا اندمال ڈھونڈنے اب ہم کہاں جائیں ؟ کوئی بتاؤ ؟ نامرادوں کے لئے منزل مراد اب کون سی چوکھٹ ہوگی۔ ناکام آرزو کے لئے اب کون سا آستانہ قبلۂ مراد بنے گا، کونسی چوکھٹ کعبۂ مقصود ہوگی ؟ کون مشتاقان جمال کے لئے مشاہدۂ جمال کے مواقع بتائے گا؟ نظارہ گیان دید اب کہاں جاکر تاب نظارہ حاصل کریں گے ؟

یا شیخ ! آپ اس وارفتۂ عشق مصطفیٰ، اس تاجدار ولایت عشق کی یادگار ہیں جس کو دنیائے عشق اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ کے نام سے جانتی ہے۔

جس نے عروس گیتی کی برہم زلفوں کو سنوارا تھا، جس نے زندگی کو بھی جینے کا سلیقہ سکھایا تھا، جس نے حیات کو بھی لذت حیات سے آشنا کیا تھا۔ جس نے شعور کو بھی آگہی بخشی تھی، جس نے آگہی کو بھی شعور کا اجالا عطا کیا تھا۔ جس کی ہمت بلند نے ایمان وعقیدے پر چاندماری کی ہر کوشش ناکام بنادی تھی جس کے مردانہ عزائم نے ملت فروشی کی مجرمانہ ذہنیت کو بے نقاب کر دیا تھا، جس نے قلم کی آوارگی کو بھی قید کیا تھا اور زبان کی بے لگامیوں کو بھی لگام دی تھی۔ جو دلوں کی دھڑکنوں کا بھی محاسبہ کیا کرتا تھا اور جس نے جذبات واحساسات پر بھی پہرے بٹھا رکھے تھے۔ جس نے درد کے لئے بھی دوا تجویز کی تھی بلکہ درد کو ہی دوا بنا دیا تھا، جس کی برہمیٔ مزاج سے نبض کائنات بھی ڈوبنے لگتی تھی، جس کے نعرۂ انقلاب سے رات بھی دھواں دھواں رہتی تھی۔ اور صبح کا چہرہ بھی اتر جایا کرتا تھا۔

وہ دیکھئے ! یا شیخ

وہ دیکھئے ! چھپی اجالے پھر ڈسنے لگے، پھر سرمئی دھند لکوں کی بن آئی، پھر تیرگیٔ شب بڑھتی جارہی ہے ـــــ اور یاران میکدہ ہیں کہ خاموش تماشائی بنے ہوئے ہیں ـــــ کچھ لوگوں کو چھوڑ کر باقی سبھی اپنے سبحہ و سجادہ کو رہن رکھ چکے ہیں۔ کچھ ایسے بھی ہیں جن کو اپنے جبہ و دستار کے پیچ و خم درست کرنے ہی سے فرصت نہیں ہے اور ذوق نغمہ کی کمیابی نواہائے شوق کی شدت اور تلخی کا مطالبہ کرتی ہے۔ عمل کی گرانبازی کا تقاضہ ہے کہ حدی خوانی بلند آہنگی سے کی جائے۔

گنبد خضریٰ سے متعلق
ایک بہت ہی گمراہ کن مضمون کا مدلل جواب پاسبان کے اگلے شمارے میں ملاحظہ فرمائیں

سالار ویکلی، بنگلور ۲۶ جلد ۳ شمارہ ۲۰ میں مولوی عبدالکریم پارکھ ناگپوری کا ایک بہت ہی گمراہ کن مضمون شائع ہوا۔ پاسبان کے آئندہ شمارے میں قارئین اس کا بہت ہی سنجیدہ اور مدلل جواب ملاحظہ۔

(نوٹ، جن حضرات کو اس شمارہ کی زیادہ کاپیاں مطلوب ہوں وہ اپنے آرڈر سے دفتر کو مطلع کر دیں۔

منیجر
ماہنامہ پاسبان

اور فریاد کے لئے تیز ہو۔ لیکن آپ کے بعد اے شیخ! آپ کے بعد کوئی نہیں جو رہوار کست گام کو مہمیز کرے۔ کوئی نہیں جو بھٹکے ہوئے آہوؤں کو سوئے حرم لے جائے کوئی نہیں جو سمت سفر کی بھی نشان دہی کرے، اور منزل مراد کی طرف رہنمائی کا فریضہ بھی انجام دے۔

پیر و مرشد! آپ کی موت ایک شخصیت کی نہیں ایک ادارے کی موت ہے۔ ایک لذت آگیں انداز فکر، ایک حیات بخش نقطۂ نظر اور ایک دل نشیں نظریۂ حیات کی موت ہے۔ ہم آپ کی جدائی سے نہایت دکھی ہیں۔ آپ کے بعد ہم اپنی منزل بھی گم کر چکے ہیں اور ہمارا حوصلہ بھی اب ہمارا ساتھ چھوڑ چکا ہے۔ اے چارہ ساز دردمنداں۔ اے دوائے دلفگاراں! ایک نظر خدارا ایک نظر! آپ کی بارگاہ سلطانی میں ایک گدائے بے نوا اشکوں کا نذرانہ لیکر حاضر ہو رہا ہے کہ اس کے پاس آپ کے حضور نذر گزارنے کے لئے آنسوؤں کے ان قطرات کے سوا کچھ بھی نہیں رہ گیا ہے ؎

نثار کرنے کو لائیں کہاں سے تجھ پہ خوشی
یہی ہیں کچھ غم پنہاں بچے بچائے ہوئے

ربّ بے نیاز! تیری ہی دی ہوئی توفیق سے ہم تیرے ہی ایک مقبول بارگاہ حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کی سرکار میں گہر ہائے اشک نذر کر رہے ہیں۔ تو اسے شرف قبول عطا فرما اور ہمارے مرکز عقیدت حضور مفتی اعظم ہند کا فیضان اپنے اور بیگانے سبھوں پر عام کر دے۔ (آمین)

بقیہ معارف حدیث صفحہ ۲۴ سے آگے

خدا کی بارگاہ میں مقبول و مقرب اس سے نیک بندے بدرجۂ اعلیٰ دفع بلا اور حل مشکلات کا سبب اور ذریعہ ہوئے کشف کرب و مصیبت کا معیار قبولیت اور تقرب عند اللہ ہے!۔

• ماں باپ کی رضاجوئی پر مقدم ہے۔!

• نفس امارہ سے جنگ و اختلاف ہی رضا و ہدایت ہے!۔

• کسی کا حق مارنا حرام و گناہ کبیرہ ہے ہر شخص کو اس کا حق اور اس کی پوری پوری اجرت ادا کرنا بندۂ مومن کی پہچان ہے۔

• بندے کو بارگاہ الٰہ میں ہر وقت دست بدعا رہنا چاہئے بالخصوص جب دنیاوی وسائل و ذرائع ساتھ چھوڑ دیں غصہ و عذاب سے عہدہ برآ ہونے کی بظاہر ممکن صورت باقی نہ رہ گئی ہو۔ اس وقت مایوس ہونے اور خود کو ہلاکت کے حوالہ کرنے کے بجائے بجائے بے نیاز مولیٰ کی بارگاہ میں ضرور آہ و زاری کرنی چاہئے اس لئے کہ وہ بظاہر ان ہونی نظر آنے والی ہر شئی کو ہونی کرنے پر قادر ہے۔

حسب اعلان ۹،۱۰ شعبان المعظم مطابق ۱۱،۱۲ مئی ۸۲ء دارالعلوم غریب نواز کی سرکار مدینہ کانفرنس بڑی دھوم دھام، آن بان اور بڑے ہی تزک و احتشام سے منعقد ہوئی امسال روشنی کا انتظام دارالعلوم کے پڑوسی جناب کلو بھائی تیل والے کی طرف سے تھا انھوں نے دارالعلوم، غریب نواز چوراہا، روڈ کو دلہن بنا کر اپنی فراخدلی اور عقیدت و محبت کا ثبوت دیا۔ دارالعلوم کے عام معاونین کا کہنا ہے کہ ہم جس قدر دارالعلوم پر خرچ کرتے ہیں ان کا کئی گنا غریب نواز ہمیں عطا فرماتے ہیں۔

کانفرنس کیا تھی! آدمیوں کا جنگل اور انسانوں کا امنڈتا ہوا سیلاب جس طرف دیکھئے سر ہی سر نظر آتا تھا ہر چند کہ فرش کا معقول انتظام تھا مگر پھر بھی دو دو یا ہزار ہا ہزار آدمی کھڑے تھے اور نو بجے سے چار بجے صبح تک جو جہاں کھڑا تھا وہیں ستون بن کر رہ گیا! ہوٹل، چوراہا، مسجد، مدرسہ، خانقاہ ہر جگہ سرکار مدینہ کانفرنس کا اس طرح چرچا ہے کہ اب سے دس برس پہلے تک مسلمانوں کا ایسا عظیم اجتماع دیکھنے میں نہیں آیا گویا سرکار مدینہ کانفرنس نے دس پندرہ برس کا ریکارڈ توڑ دیا اسٹیج سے تا حد نگاہ انسانوں کا امنڈتا ہوا سیلاب لہریں مار رہا تھا۔

۰ فرش پر پانی کا چھڑکاؤ برف کا پانی اور شربت کا انتظام کلو بھائی نے کیا تھا پانی اور شربت پر لوگوں کا ہجوم دیکھ کر محرم کی سبیل یاد آتی تھی۔ کانفرنس میں شرکت کی غرض سے عام صوبوں سے نمائندے اور ڈیلیگیس بہت بڑی تعداد میں تشریف لائے تھے جنھوں نے کانفرنس کے علاوہ مجلس شوریٰ میں بھی شرکت کی اور مفید مشورہ دیئے۔ مجاہد دوراں حضرت علامہ مولانا سید مظفر حسین کچھوچھوی ممبر پارلیامنٹ شارح بخاری حضرت علامہ مفتی شریف الحق صاحب قبلہ امجدی خطیب الہند حضرت مولانا عبید اللہ خاں صاحب اعظمی صدر آل انڈیا تبلیغ سیرت، رئیس القلم حضرت مولانا سید ابوالمجاہد جیلانی میاں صاحب قبلہ ناظم اعلیٰ دارالعلوم دیوان شاہ بھیونڈی ایڈیٹر المیزان بمبئی، فخر القراء حضرت مولانا قاری راشد القادری خطیب راجستان حضرت مولانا ظہور احمد صاحب سربراہ اعلیٰ شاخ سنی تبلیغی جماعت باسنی ناگور شریف، مولانا عبدالرزاق صاحب جبل پوری مولانا ولی محمد صاحب خطیب جامع مسجد باسنی اس طرح بہت سے علماء کرام ۱۱ مئی کی صبح ہی پہنچ گئے تھے۔

۱۱ مئی کی صبح ناشتہ پانی کے بعد ترجمہ کنز الایمان اور انہدام گنبد خضریٰ کے ایجنڈے پر مولانا سید مظفر حسین کچھوچھوی کی قیادت میں مجلس شوریٰ بیٹھ گئی جو نماز اور کھانا ناشتہ کا وقفہ دے کر صبح ۹ بجے سے رات ۹ بجے تک برابر اپنا کام کرتی رہی مولانا سید جیلانی میاں اور مولانا عبید اللہ خاں اعظمی اپنی ذہنی فکری صلاحیتوں کے ساتھ اس طرح قلم لیکر

بیٹھ گئے کہ ایجنڈے کے ایک ایک گوشہ کو جب تک قلمی گرفت میں نہیں لے لیا اس وقت تک سرکار مدینہ کانفرنس کے اسٹیج پر نظر نہیں آئے اور جب آئے تو بادلوں کی گھن گرج میں شیر کی چنگھاڑ بن کر بیٹھ گئے ہزار ہا ہزار کا مجمع گوش برآواز تھا کہ آج اساطین ملت وعمائدین اہلسنت ہمیں کیا دیتے ہیں تجاویز کو آپ اخیر میں ملاحظہ فرمائیں۔

تصویر کا دوسرا رخ

دارالعلوم میں ترجمہ کنزالایمان کے ایجنڈے پر میٹنگ ہو رہی تھی اور کاشانہ خواجہ کے طویل وعریض حال میں اولڈ بوائز کانفرنس کی مبادیات طے کرنے کیلئے مولانا ظہور احمد صاحب کی سربراہ شاخ سنی تبلیغی جماعت کی قیادت میں "ابنائے قدیم کی مجلس شوریٰ منعقد تھی۔

آج کی نشست میں یہ مجلس شوریٰ اپنا نصف کام کر سکی دوسرے روز کی بیٹھک میں ادیب شہیر حضرت ضیاجالوی اور مفکر اسلام مولانا حسن رضا کی رہنمائی میں اس مجلس نے اپنا کام مکمل کیا۔ دارالعلوم غریب نواز کے ابنائے قدیم ایک اچھی خاصی تعداد میں تشریف لائے اور اولڈ بوائز کانفرنس نے ان میں ایک نئی امنگ اور نئی زندگی پیدا کردی وہ ہشاش بشاش آئے اور شاداں وفرحاں واپس گئے ہمیں اندیشہ تھا کہ ابنائے قدیم کہیں جزوی بعض جزوی دفعات میں الجھ نہ جائیں مگر بحمدہ تعالیٰ مولانا ظہور احمد صاحب، مولانا ضیا جالوی، مولانا حسن رضا کی رہنمائی میں ابنائے قدیم بڑے ہی خوشگوار ماحول میں اپنا کام انجام دیا اب یہ اولڈ بوائز کانفرنس کب ہوگی اس کا اعلان بعد میں کیا جائے گا۔! اس کی بھی تفصیل آپ اخیر میں ملاحظہ فرمائیں۔!

وارننگ!

ابنائے قدیم سے وہ افراد جنھوں نے اس وقت خاموشی اور سرد مہری سے کام لیا ہے ان سے کہنا ہے کہ وہ آسمان سے اتر کر زمین پر آجائیں اور اپنی حیثیت کو پہچانیں اگر عوام کے جھرمٹ میں کچھ مان جان ہے تو یہ سب کچھ دارالعلوم غریب نواز ہی کی دین ہے جس ادارے کا نمک کھایا ہے اس سے بیوفائی خود آپ ہی کے حق میں زہر ہلاہل ثابت ہوگی اپنوں سے کٹ کر اور علیحدہ رہ کر جینے کا تصور چھوڑ دیجئے اور اپنے بھائی کے شانہ بشانہ ہو کر جینے اور چلنے کا ڈھنگ سیکھئے اسی میں آپ کی سرفرازی سربلندی اور سرخروئی ہے۔!

احوال واقعی

میں اپنے اس بڑھاپے میں جو کچھ بھی کر رہا ہوں اپنے لئے نہیں آپ ہی کیلئے کر رہا ہوں میں تو اب ٹمٹماتا دیا اور چراغ سحری ہوں نہیں معلوم سانس کا دھاگہ کب ٹوٹ جائے اب میں اپنے لئے نہیں جماعت کیلئے زندہ ہوں میری خواہش ہے کہ میری زندگی میں دارالعلوم غریب نواز کے بچے ہوش گوش کے لائق ہو جائیں اب میرے بعد جماعتی کام انھیں کو سنبھالنا ہے میں چاہتا ہوں کہ مروں تو اس اطمینان کے ساتھ مروں کہ میرے بعد میرا مشن زندہ رہیگا۔ دارالعلوم غریب نواز کے فارغ علماء کو تنخواہ سیدھی کرنے والا امام یا مدرس نہیں دیکھنا چاہتا بلکہ انھیں ایک چلتی پھرتی مشین دیکھنا چاہتا ہوں، جہاں کہیں رہیے دین کے کام میں لگے رہیئے اب میرا وقت اسٹیج کا نہیں رہ گیا اب تو مجھے مصلے اور درگاہوں پر نظر آنا چاہئے میری خواہش ہے کہ زندگی کے بقیہ دن غریب کی چوکھٹ پر گذر جائیں یاد رہے میں حالات، اور نتائج سے بے خبر نہیں ہوں میرے جماعتی اوقات بھی کسی عبادت سے کم نہیں اس میں نہ تصنع ہے نہ ریا نہ دکھاوا نہ بناوٹ کٹھنائیاں ہی کٹھنائیاں ہیں یہ ساری مصیبت مسلک رضویت کو زندہ رکھنے اور فروغ دینے کی خاطر جھیل رہا ہوں نفل تو اپنے ہی لئے ہے مگر میرا کام قوم وجماعت کیلئے ہے پھر بھی اب دل یہی چاہتا ہے کہ زندگی کے آخری لمحات سرکار غریب نواز کے آستانے پر گذر جائیں۔!

اب مجھے ۱۹۸۵ء میں اولڈ بوائز کرنی ہے لہٰذا دارالعلوم غریب نواز کے ابنائے قدیم ابھی سے اس کی تیاری میں لگ جائیں اور کامیاب بنانے کیلئے کمربستہ ہو جائیں —— !

اعتذار ایک اچھی خاصی رپورٹ چل رہی تھی نہ جانے کیسے ہیں ان کانٹوں میں الجھ گیا ایکسیڈنٹ اور آپریشن کے بعد میں بہت کمزور ہو گیا اب زبان و قلم پر وہ مضبوط گرفت نہ رہ سکی جو کبھی حاصل تھی ناظرین سے معذرت کے ساتھ گزارش ہے کہ پھر سرکار مدینہ کانفرنس میں تشریف لائیے آج پہلا اجلاس ہے اسٹیج علماء حفاظ و قراء، شعراء، عمائد اور ابنائے قدیم سے بھرا ہوا ہے کچھ دیر تک اسٹیج دارالعلوم کے طلباء کے ہاتھ میں رہا تلاوت، نعت، اور تقریر کا سلسلہ جاری رہا۔ ٹھیک ۱۰ بجے تلاوت قرآن مجید سے جلسے کا آغاز ہوا۔ حضرت شمس الہ آبادی نے نعت پڑھی مجمع جھوم اٹھا ماہر لسانیات علامہ راشد القادری کی افتتاحی تقریر ہوئی موصوف نے بعد میں آنے والے مقررین کی زمین بنادی دارالعلوم غریب نواز کی خدمات کو سراہا اور آل انڈیا سنی تبلیغی جماعت کے فروغ و ارتقاء پر زور دیا بہت ہی مؤثر اور کامیاب تقریر فرمائی اس اثناء میں اور بھی متعدد علماء نے خطاب فرمایا اور ہر تقریر فلک شگاف نعروں کی گونج میں کامیاب سے کامیاب تر ہوتی رہی ہر خطیب نے اس حقیقت پر زور دیا کہ سنی تبلیغی جماعت کو عالمگیر تحریک بنایا جائے اور سعودی عرب کے ناپاک عزائم کو کچل دینے کیلئے ہر مسلمان کو سر دھڑ کی بازی لگا دینا چاہیے۔

اب بپھرے ہوئی شیر کی طرح تجاویز کے کر نبیرۂ محدث اعظم ہند علیہ الرحمہ حضرت مولانا جیلانی میاں صاحب قبلہ مائک پر تشریف لائے پورے مجمع نے فلک شگاف نعروں سے استقبال کیا چونکہ حضرت جیلانی میاں اسی سال حج سے واپس آئے اس لئے وہ اپنے ہمراہ "البریلویت" نامی زہریلی کتاب، سعودی حکومت کے اخبار و رسائل اور اس کی کٹنگ اپنے ساتھ لائے تھے چنانچہ اسی کی روشنی میں آپ تجاویز کو سمجھاتے رہے سارا مجمع حیران و ششدر تھا کہ یا اللہ رسول دشمنی میں" سعودی حکومت کو یہ کیسا نقصان و ہذیان ہو گیا ہے۔ وفور عقیدت و محبت میں جیلانی میاں صاحب کی آواز کبھی بھر اجاتی آنکھیں شبنمی اور ہونٹوں پر رعشہ آجاتا پھر جیلانی میاں چند منٹ بعد جب مخدومی جلال طاری ہوتا تو ایسا لگتا سعودی حکومت کا تختہ پلٹ دیں گے!

اب تجاویز کی تائید کیلئے جو ریل سے کم پلین سے زیادہ سفر کرتا ہے جس کیلئے قوم نے اپنا کلیجہ بچھا رکھا ہے جو صاحب قلم بھی ہے اور صاحب زبان بھی جو مفکر بھی ہے مدبر بھی عمر میں جوان اور تجربے میں بوڑھا یعنی خطیب ہند حضرت مولانا عبید اللہ خاں اعظمی سرکار مدینہ کانفرنس میں یہ مولانا کی پہلی تقریر تھی دارالعلوم اور شہر کے علم دوست حضرات مدتوں سے مولانا کے منتظر تھے۔ مولانا کو دیکھتے ہی مسرت کی لہر دوڑ گئی اور ہماری جماعت کا یہ ممتاز ترین خطیب ڈھائی گھنٹہ سعودی حکومت کو للکارتا رہا جس کی تفصیل آپ اگلے شمارے میں ملاحظہ فرمائیں گے!

مولانا عبید اللہ خاں اعظمی نے دارالعلوم کی غیر معمولی ترقی پر سیر حاصل تبصرہ کیا اور یہ کہا کہ اتنی جلد میں نے کسی درسگاہ کو اس قدر بڑھتے ہوئے نہیں دیکھا اور سنی تبلیغی جماعت کو وقت کی ایک اہم ضرورت قرار دیا، مولانا کی پوری تقریر نعروں کی جھنکار میں ہوتی رہی آج پورا الہ آباد مولانا عبید اللہ خاں اعظمی کیلئے چشم براہ ہے آج کا اسٹیج شاعر اہلسنت جناب نسیم صاحب حبیبی کلکتوی کے ہاتھ ہے وہ مائک پر آتے رہے اور مدینہ کی گلیوں کی سیر کراتے رہے!

اب مائک پر ہمارا تیرا آگیا ہے جو درسگاہ و خانقاہ سے لے کر ایوان پارلیامنٹ تک کو خطاب کرتا ہے جو عمر میں،

بوڑھا اور اپنی برق رفتاری میں جوان یعنی مجاہد دوراں،
حضرت مولانا سید مظفر حسین کچھوچھوی ممبر پارلیامنٹ آج
مظفر میاں کے بولنے کا انداز ہی جداگانہ ہے ہر چند کہ صحت
ان خراب تھی مگر ایسا لگتا ہے کہ توپ انگارہ اگل رہی ہے
اور گولے برسا رہی ہے اپنی گرجدار آواز میں حکومت کو
انتباہ فرماتے رہے اور پرجوش نوجوانوں کو حوصلہ دیتے رہے
کہ تحفظ گنبد خضری کیلئے خون کا ایک ایک قطرہ دینے کیلئے
تیار رہو اب رات نے اپنی زلفوں کو سمیٹ لیا ہے سپیدہ سحر
نمودار ہونے والی ہے یعنی میرے سرکار کی ولادت کا وقت
مسعود ہے۔ ہزارہا ہزار کا مجمع سلام کی نذر گذارنے کیلئے
کھڑا ہو گیا مصطفےٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام کے ایک ایک
بند نے قلب وجگر کو ہلا دیا اشکبار آنکھوں سے اپنے آقا کی،
بارگاہ میں سلام پیش کیا گیا میرے استاد گرامی حضرت مولانا
الحاج قاری محمد عبد الرب صاحب قبلہ مراد آبادی خلیفہ
حضور مجاہد ملت نے دعا مانگی اور درود سلام و دعا پر آج
کی مسعود و مبارک کانفرنس ختم ہو گئی!

کانفرنس کا دوسرا دن

آج کا دن بڑی مصروفیت
میں گذرا ہر دس یا پانچ منٹ
بعد کوئی نہ کوئی عالم یا مہمان تشریف لاتے رہے اور اس طرح
کی بہت سی ذمہ داریاں حضرت مولانا شفیق احمد صاحب
شریفی مفتی و پرنسپل دار العلوم غریب نواز سے متعلق ہیں کانفرنس
کا بارہ آنہ کام تن تنہا وہ خود سنبھالتے ہیں اب قریب قریب
تمام مقررین تشریف لا چکے ہیں آج خطیب ہند جناب مولانا
عبد الرزاق صاحب جبل پوری نے اپنی شعلہ بار تقریر سے
کانفرنس کا افتتاح کیا اور آل انڈیا سنی تبلیغی جماعت کی
خدمات کا سرسری جائزہ پیش کیا تقریر مختصر اور بہت ہی جامع
رہی عوام وخواص سبھی نے پسند کیا۔
اب مائک پر متکلم اسلام حضرت مولانا حسن رضا خاں صاحب
تشریف لا چکے ہیں الہ آباد میں موصوف کی تقریر بہت پسند کی جاتی ہے
رحمت عالم کے عنوان پر بہت ہی فلسفیانہ تقریر کی عوام وخواص
سبھی نے سراہا دار العلوم غریب نواز کی چوتھی منزل پر مدینہ
مسجد اور دار المطالعہ زیر تعمیر ہے مولانا حسن رضا خاں صاحب
نے مولانا انوار احمد نظامی کی خدمات کو سراہا اور ان کے
معقول نظم ونسق کی بہت تعریف کی اور اس بات پر اپنی
مسرت کا اظہار کیا۔ مولانا انوار نظامی دار العلوم غریب نواز
میں بہت جلد ٹیلیفون لگوا رہے ہیں اب مائک پر ہمارا شیر آگیا ہے
یعنی مجاہد دوراں حضرت مولانا سید مظفر حسین صاحب ایم پی
آج انھیں اپنی تمام تقریر کو مکمل کرنا ہے کرسی پر بیٹھتے ہی اپنی
تازہ تازہ ایک نظم سنائی ایک ایک شعر پر مجمع نعرہ تکبیر نعرہ
رسالت، سرکار مدینہ کانفرنس زندہ آباد، جشن دستار فضیلت
زندہ آباد، دار العلوم غریب نواز زندہ آباد، امام احمد رضا زندہ
آباد، مسلک اعلیحضرت زندہ آباد، مجاہد ملت زندہ آباد مفتی اعظم
زندہ آباد کے نعرے بلند کرتا۔ ایسی جان لیوا نظم تھی کہ مجمع لوٹ
لوٹ پڑا ہمارا یہ شیر ایک گھنٹہ دہاڑیں مارتا رہا۔

رسم دستار بندی

آج فارغ ہونے والے علماء حفاظ
قراء ترتیب سے کرسیوں پر بیٹھا
دیئے گئے ہیں دس حافظ چار قاری ۳۵ عالم کی دستار بندی ہے
عمامہ، صدری، عبا پر تقریباً تین ہزار روپئے سے زائد خرچ ہوا ہے
جس کو میرے خاندانی عزیزوں نے اپنے ذمہ لیا عزیزم
اظہار خاں پندرہ سو روپئے عزیزم ارشاد احمد خاں پانچ سو روپئے
عزیزی رحمت اللہ خاں نظامی پانچ سو اس طرح عطرت اللہ نظامی
منظور احمد اطہر گڈو ان لوگوں نے اس خرچ کو برداشت کیا
چار ہزار سے زائد کی رقم بھارت گنج کے شیر دل مسلمانوں نے
قاری عبد الجبار صاحب اور سکریٹری الحاج حافظ احمد رسول خاں صاحب
کے توسط سے بھیجا۔ عزت مآب الحاج بڈن صاحب رضوی صدر
مدرسہ عربیہ دستگیریہ منڈگوڑ نے دو ہزار کا ڈرافٹ بھیجا اور دیگر
معاونین نے کانفرنس کو کامیاب بنانے میں ہمارا ہاتھ بٹایا
ہم تہ دل سے جن کے شکر گذار ہیں خدا انہیں رحمتوں برکتوں
سے نوازے (آمین)
آج ہمارے طلباء شیروانی پائجامے میں پوری سج دھج

دولہا بنے اپنی اپنی کرسیوں پر بیٹھے ہیں اب ایک ایک کا نام
پکارا جا رہا ہے اور یکے بعد دیگرے یہ اسٹیج پر آ رہے ہیں۔
شمس العلماء مولانا مفتی نظام الدین صاحب فخر القراء قاری عبد الرب
حضرت مولانا سید مظفر حسین کچھوچھوی حضرت مولانا انتخاب عالم صاحب
حضرت مولانا قاری سید مقبول احمد صاحب خطیب جامع مسجد
ابو الحقانی حضرت مولانا محمد حسین صاحب حضرت مولانا قاری
منصور علی خاں صاحب ممبئی حضرت مولانا ضیا جالوی حضرت مولانا
ظہور احمد صاحب باسنی حضرت مولانا حسن رضا خاں صاحب
حضرت مولانا عبد الرزاق جبل پوری حضرت مولانا مقصود علی
خطیب مسجد ممبئی حضرت مولانا عبد السلام صاحب لکھن پوری
اور بہت سے علماء اپنے مبارک ہاتھوں سے فارغ ہونے
والوں کو عبا پہنا رہے ہیں، عمامہ، صدری زیب تن کر رہے ہیں
ہزارہا ہزار کا مجمع اس روح پرور منظر کو جھوم جھوم کر دیکھ رہا ہے
ہر منٹ دو منٹ بعد جشن دستار فضیلت زندہ آباد دار العلوم
غریب نواز زندہ آباد کا نعرہ بلند ہوتا پورے مجمع پر ایک خاموشی
ہے کوئی ٹس سے مس نہیں ہوتا۔

دار العلوم کی شاندار کارگزاری پر پورا مجمع کیف و سرور
میں ڈوبا ہوا ہے۔ رسم دستار بندی کے بعد تقسیم اسناد کا سلسلہ
شروع ہوا اسناد گرامی حضرت مولانا محمد عبد الرب صاحب خلیفہ
حضور مجاہد ملت علیہ الرحمہ والرضوان کے ہاتھوں یہ رسم ادائیگی
اس کے بعد معتمد موقر علمائے اپنے [illegible] کیلئے اب فارغ
طلباء کی گل پوشی ہو رہی ہے عوام و خواص اعزا و احباب
ٹوٹے پڑ رہے ہیں اتنی لمبی بارات میں پچاس سے زائد علماء،
حفاظ و قراء دولہا بنے بیٹھے ہیں انھیں دیکھنے کے بعد ایسا محسوس
ہو رہا تھا کہ زمین پر آسمان کے چاند تارے اتر آئے ہیں
عجیب پر کیف سماں تھا جو دیکھنے سے تعلق رکھتا تھا۔

اب مائک پر ابو الحقانی مولانا محمد حسین اروی تشریف
لا چکے ہیں حوالے میں احادیث اس طرح پیش کر رہے ہیں گویا
بخاری و مسلم سامنے کھلی ہوئی ہے پوری کانفرنس نعروں میں
گونج رہی ہے ہر ہر حوالے پر لوگ اچھل رہے ہیں سب
کی زبان پر یہ تھا کہ دستانی کا جواب ابو الحقانی آ گئے
اب مائک پر آبروئے سنیت علی خانوادے کے چشم و
چراغ مولانا منصور علی خاں آ گئے ہیں پورا مجمع اب ان کی ٹھیٹھ
میں ہے ہنسا بھی رہے ہیں اور رلا بھی رہے ہیں اب اناؤنسری
کی جگہ مقرر گرامی مولانا مقصود علی خاں نے سنبھال لی ہے انکی
اناؤنسری نے سونے پر سہاگہ کا کام کیا مولانا منصور علی خاں
کی تقریر نے ایسا بیدار کر دیا گویا سبھی دیوار قہقہہ ہیں ایسی
پر مغز و پر معنی تقریر کی کہ آج تک لوگ کیف و سرور میں ڈوبے
ہوئے ہیں نسیم صبحی کے بعد اب مائک پر مناظر اہلسنت حضرت
مولانا انتخاب عالم صاحب قدیری تشریف لا چکے ہیں اب الہ آباد
کیلئے مولانا اجنبی نہیں رہ گئے بہت ہی متعارف اور جانی پہچانی
شخصیت ہیں۔ ادھر چند برسوں میں مولانا کی تقریر نے دودھ
کو دودھ اور پانی کو پانی کر دیا اور حق و باطل میں ایسی سیسہ پلائی
دیوار کھڑی کر دی کہ جو بھی اس سے ٹکرائے گا بھیجہ باہر نکل جائیگا
اور دیوار پر خراش تک نہیں آئیگی۔

مولانا نے اپنے مخصوص انداز میں فرق باطلہ کا رد بلیغ
فرمایا عوام و خواص سبھی لطف اندوز ہوئے اب فجر کی اذان
ہونے والی ہے مجمع درود و سلام کیلئے کھڑا ہو گیا استاد گرامی حضرت
مولانا عبد الرب صاحب مراد آبادی خلیفہ حضور مجاہد ملت نے
دعا مانگی۔

نوٹ۔ میں ابھی یہ لکھ رہا تھا کہ خبر آئی عزیزی نواب برکاتی مرحوم
کا جنازہ قبرستان پہنچ گیا ڈاکٹر مزمل صاحب جو میرے محسن و
کرم فرما ہیں سید العلماء رحمۃ اللہ علیہ سے مرید تھا جوانی میں کل
۱۸ر مئی [illegible] کو داغ مفارقت دے گیا (انا للہ وانا الیہ راجعون)
کل سرکار مدینہ کانفرنس میں اس کیلئے دعائیں مانگی جا رہی تھیں
آج اس کو مرحوم کہا جا رہا ہے خدا تعالیٰ ڈاکٹر مزمل صاحب اور گھر کے
سبھی افراد کو صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحوم کی بال بال مغفرت
عطا فرمائے۔ آمین

سرکار مدینہ کانفرنس دیگر تفصیلات آئندہ شمارے میں
ملاحظہ فرمائیں۔

مشتاق احمد نظامی

سرکار مدینہ کانفرنس میں جن حضرات نے

ہمارا تعاون کیا ان کے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں تشکریہ کے ساتھ

(۱) عزت مآب الحاج بڈن صاحب　منڈگوڑ
(۲) عالی مرتبت حاجی واجد علی صاحب رضوی　جھریا
(۳) فخر اہلسنت عالیجناب الحاج محمد یوسف صاحب رضوی　ایوت محل
(۴) جناب صالح محمد خوشتر رضا صاحب　بیڑی
(۵) جناب انتظار علی خاں صاحب　چورو
(۶) جناب عبد الرزاق صاحب　مرناپور
(۷) جناب مولانا زین العابدین صاحب　سنگم نیر
(۸) جناب مولانا محمد طیب صاحب　جادوپور
(۹) جناب مولانا محمد کوثر علی صاحب　لال کھنڈیا
(۱۰) جناب مولانا کلیم انور صاحب　بلگرام
(۱۱) جناب مولانا محمد قمر الدین صاحب　منڈگوڑ
(۱۲) جناب مولانا ہارون رشید صاحب　گلن پیٹ
(۱۳) جناب مولانا محمد علی صاحب　جاوے گاؤں
(۱۴) جناب منیجر بڈین بیڑی ورکس　ہاسن
(۱۵) جناب الحاج مولانا رفاعی پاشا　کمٹہ
(۱۶) جناب مولانا خلیل الرحمٰن صاحب　ارسیکرہ
(۱۷) جناب مولانا سید شاکر علی صاحب　داونگیرہ
(۱۸) جناب مولانا رضا الاسلام صاحب　کادوا
(۱۹) جناب مولانا محمد فاروق صاحب　لاسل گاؤں
(۲۰) جناب مولانا انجم جمالی صاحب　مرگاؤں
(۲۱) جناب مولانا آفتاب ضمیر احمد صاحب　میسور
(۲۲) جناب حافظ محمد عباس صاحب　میرج
(۲۳) جناب مولانا عبد الجلیل صاحب　ہبلی
(۲۴) جناب مولانا غلام صابر حسین صاحب　نان پور
(۲۵) جناب ڈاکٹر عبد العزیز صاحب　داونگیرہ
(۲۶) جناب مولانا برہان الاسلام صاحب　دانتورا
(۲۷) جناب مولانا ابو خالد صاحب برکاتی　ادوے پور
(۲۸) جناب مولانا شبیر صاحب　منماڑ
(۲۹) جناب مولانا بدر الحسن صاحب　دھمتری
(۳۰) جناب مولانا عبد الحیی صا..　ستنا
(۳۱) جناب مولانا عبد الرزاق صاحب　جبل پور
(۳۲) جناب مولانا فیضان احمد صاحب　سیوان
(۳۳) جناب ڈاکٹر اسلام صاحب　گونڈہ
(۳۴) جناب مولانا سجاد صاحب　سکندرپور
(۳۵) جناب مولانا عبد اللطیف صاحب　فتح پور
(۳۶) جناب سراج احمد خاں صاحب　مرزاپور
(۳۷) جناب مولانا اسلم ربانی صاحب　جرمری
(۳۸) جناب مولانا سلیم الدین صاحب　سندرنی
(۳۹) جناب مولانا منظو..　شاہنور
(۴۰) جناب مولانا حافظ محمد عمر صاحب　بلگام
(۴۱) جناب مولانا مظفر حسین صاحب　ہاسن
(۴۲) جناب محبوب خاں صاحب　شموگہ
(۴۳) جناب مولانا محمد حنیف صاحب　داونگیرہ
(۴۴) جناب مولانا غلام مقتدر صاحب　کیمم گو
(۴۵) جناب مولانا ..سلم صاحب　پنڈیگا
(۴۶) جناب صلاح الدین صاحب　گیان پور
(۴۷) جناب ڈاکٹر لائق علی صاحب　گونڈہ
(۴۸) جناب مولانا انوار صاحب　بھیونڈی
(۴۹) جناب مولانا محمد حسین صاحب　〃
(۵۰) جناب مولانا عبد الرقیب صاحب　راجستان
(۵۱) جناب مولانا سید منصور احمد صاحب　منڈارہ

دار العلوم غریب نواز۔ الہ آباد کے جشن دستار فضیلت

میں

فارغ ہونے والے علماء، حفاظ و قراء کے نام اور تعداد

(نوٹ) امسال دار العلوم غریب نواز کی سرکار مدینہ کانفرنس نے اپنی کامیابی میں برسہا برس کا ریکارڈ توڑ دیا۔ جشن دستار فضیلت میں ملک کے شہرۂ آفاق و نامور علماء و مشائخ نے اپنے مبارک ہاتھوں سے دستار بندی کی رسم ادا فرمائی۔ فارغ ہونے والوں کے نام اور تعداد ملاحظہ فرمائیں۔ جن میں سے اکثر کا ملک کے مختلف حصوں میں تقرر کر دیا گیا۔ مدراس، کاٹھیاوار، راجستان، مدھیہ پردیش، کرناٹک، بنگال، بہار، وغیرہ کے مدارس اور مساجد میں یہ حضرات دین کام میں مصروف ہو گئے۔ دار العلوم کا یہ علمی و دینی فیضان آپ ہی حضرات کے تعاون و امداد کا نتیجہ ہے۔ خدائے قدیر اپنی بے پناہ برکتوں رحمتوں سے آپ لوگوں کو نوازے۔ آمین۔

اب آپ نام اور تعداد ملاحظہ فرمائیں:

فارغ التحصیل درس نظامیہ

(۱) نیاز احمد الہ آباد یو۔پی
(۲) عبد الواحد مغربی دیناجپور بنگال
(۳) محمد شرف الدین خاں بھاگلپور بہار
(۴) محمد شریف الرحمٰن سیتامڑھی بہار
(۵) محمد مظہر الحق " "
(۶) ابو بکر بھاگل پور "
(۷) محمد بدر عالم مغربی چمپارن "
(۸) غلام جیلانی خاں سرلاہی نیپال
(۹) عبد اللطیف بیربھوم بنگال
(۱۰) عبید الرحمٰن سیتامڑھی بہار
(۱۱) محمد ہاشم رضا مظفر پور "
(۱۲) محمد نثار اللہ بیربھوم بنگال
(۱۳) محمد کمال الدین صدیقی دیناجپور "
(۱۴) غلام مرتضیٰ بیربھوم "
(۱۵) بشیر الدین " "
(۱۶) سہیم الدین بھاگل پور بہار
(۱۷) سمیع اللہ الہ آباد یو۔پی
(۱۸) محمد تاج الدین ضلع بیربھوم بنگال
(۱۹) محمد شریف دیوریا یو۔پی
(۲۰) مولانا خورشید انور دربھنگہ بہار
(۲۱) سید عین الدین چشتی نوادہ "
(۲۲) محمد خورشید عالم ہزاری باغ "
(۲۳) محمد سلطان القادری دھنباد "
(۲۴) محمد مقصود عالم سنتھال پرگنہ "
(۲۵) محمد یوسف رضوی گریڈیہہ "
(۲۶) فیضان احمد سیتامڑھی "
(۲۷) منصور احمد الہ آباد یو۔پی
(۲۸) فضیل احمد بھوجپور بہار
(۲۹) محمد الیاس بوکارو اسٹیل "
(۳۰) عبد الرزاق پرولیا بنگال
(۳۱) مرتضیٰ انور دربھنگہ بہار
(۳۲) جمال القادری " "

فارغ قرآء

(۱) علی حسن نوری کٹیہار بہار
(۲) اکبر علی حبیبی الہ آباد یو۔پی
(۳) ابو الحسن دربھنگہ بہار
(۴) جلال اشرف غازی پور یو۔پی

فارغ حفاظ

(۱) ابو بکر دربھنگہ بہار
(۲) محمد حسین الہ آباد یو۔پی
(۳) شہاب الدین بھاگل پور بہار
(۴) محمد مشتاق بنارس یو۔پی
(۵) عبد القیوم پلاموں بہار
(۶) فرید خان پونہ مہاراشٹر
(۷) اکبر علی حبیبی الہ آباد یو۔پی
(۸) علی مرتضیٰ بھاگل پور بہار
(۹) رشید عالم حبیبی بردوان بنگال
(۱۰) محمد نصیب العین سیتامڑھی بہار

ترجمہ کنز الایمان و انہدام گنبد خضریٰ کے

ایجنڈے پر حسب ذیل تجاویز منظور کی گئیں

(نوٹ) حسب پروگرام مورخہ ۹، ۱۰ شعبان المعظم، ۱۱-۱۲ مئی ۱۹۸۶ء مندرجہ بالا ایجنڈے کے تحت محافظ ملت، ڈیلیگیشن اور مختلف صوبوں کے نمائندوں نے بہت بڑی تعداد میں شرکت کی اور مندرجہ ذیل تجاویز باتفاق رائے منظور کی گئیں جسے نبیرۂ محدث اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان حضرت سید جیلانی میاں صاحب قبلہ نے کھلے اجلاس میں پڑھ کر سنایا اور مجاہد دوراں حضرت مولانا سید مظفر حسین صاحب کچھوچھوی ایم۔ پی نے نعروں کی جھنکار میں ہاتھ اٹھوا کر عوام سے اس کی تائید حاصل کی۔ تجاویز ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) سعودی حکومت اور سعودی علمار عالمی سنیت کو عموماً اور برصغیر کی سنیت کو خصوصاً نقصان پہونچانے کی منظم کوشش کر رہے ہیں جس کی یہ مثالیں ہیں۔

(۱) کہ حضرت مجاہد ملت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب علیہ الرحمۃ کو توسل بالانبیار کے عقیدے کی بنا پر بغیر حج کئے ظلم و جبر کے ساتھ واپس بھیجنا۔

(۲) ترجمہ رضویہ کنز الایمان کو رابطۂ عالم اسلامی (جو ایک وہابی سلفی ادارہ ہے) کے ذریعہ سعودی حکومت میں داخلہ پر پابندی عائد کرنا۔

(۳) گنبد خضریٰ کو زائل کرنے کے لئے مسجد نبوی کی توسیع جدید کا منصوبہ بنانا۔

(۴) پوری مسجد نبوی میں دنیا کا سب سے بڑا ایرکنڈیشنڈ پلانٹ کا گھناؤنا منصوبہ صرف اس لئے بنانا تاکہ روضۃ النبی کو کمزور کیا جاسکے اور عالم اسلام سے یہ کہا جاسکے کہ ہم تو ایرکنڈیشنڈ پلانٹ لگا رہے تھے، اور مسجد نبوی کو دو منزلہ بنا رہے تھے۔ لہٰذا روضۃ النبی اور گنبد خضریٰ چونکہ قدیم عمارت تھی اس لئے خود بخود گر گئی ہم نے اسے نہیں گرایا۔ لہٰذا ہم اسلامیان ہند سعودی حکومت کے ناپاک عزائم کی مذمت کرتے ہیں اور مطالبہ کرتے ہیں کہ پوری دنیا میں سب سے بڑا ایرکنڈیشنڈ پلانٹ کے لئے صرف مسجد نبوی ہی کو منتخب کرنا، سعودی اور یہودی گٹھ بندھن کا کھلا ثبوت ہے۔ کیونکہ عظیم تر اسرائیل کے نقشہ میں مدینہ منورہ پر حق جتایا گیا ہے۔ لہٰذا سعودی حکمراں پہلے ہی سے آثار مقدسہ کو ڈھا کر عالم اسلام کو مدینہ منورہ سے بے تعلق کر کے یہودی حکمرانوں کے لئے راہ ہموار کر رہے ہیں۔ صیہونی اور سلفی گٹھ جوڑ کے خلاف پوری دنیا کے مسلمانوں کو متحد ہو کر مذمت کرنا چاہیئے۔

(۵) البریلویت نامی کتاب (جسے احسان ظہیر پاکستانی نے عربی زبان میں لکھا ہے اور جسے سعودی حکومت شائع کر کے مفت تقسیم کر رہی ہے) جس میں اہلسنت و جماعت اور ان کے عقائد و تاریخ کے خلاف انتہائی من گھڑت اور بے بنیاد الزامات لگائے گئے اور مجدد دین و ملت امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کے تجدیدی کارناموں کو مسخ کر کے پیش کیا گیا ہے اور پوری افترا پردازی کے ساتھ بریلویت کو ایک جدید مذہب ثابت کرنے کی ناپاک کوشش کی گئی جب کہ حقیقت یہ ہے کہ بریلویت برصغیر میں سواد اعظم اہلسنت و جماعت کا دوسرا نام ہے۔

(۶) پورے عالم اسلام ممالک اسلامیہ خصوصاً عالم عرب سے، آج کا اجلاس یہ گزارش کرتا ہے کہ مسجد اقصیٰ اور گنبد خضریٰ کو یہودیت اور صیہونیت سے اور مسجد نبوی و گنبد خضریٰ کو نجدیت اور سعودیت سے بچانے کے لئے بیت المقدس اور حرمین طیبین کو بین الاسلامی کمیٹی تشکیل دے کر اس کی حفاظت کی جائے۔ کیونکہ بیت المقدس اور حرمین طیبین یہودیت اور سعودیت کی جاگیر نہیں ہے۔

(۷) آج کا یہ اجلاس حکومت ہند سے مطالبہ کرتا ہے کہ اپنے

انتخابی منشور کے مطابق اردو کو دوسری سرکاری زبان کا درجہ دیا جائے اور وقف بورڈ سے جمعیۃ العلماء ہند کی دائمی چودھراہٹ کو ختم کیا جائے۔

اور سنی مسلمانوں کو ان کی غالب اکثریت کے مطابق اوقاف کمیٹیوں میں غالب نمائندگی دی جائے۔ فسادات پر قابو پانے کے لئے پولیس اور نیم فوجی تنظیموں میں مسلمانوں کو بھرتی کیا جائے۔ سرکاری ملازمتوں میں مسلمانوں کے ساتھ سوتیلے پن کے سلوک کا خاتمہ کیا جائے۔ مسلم پرسنل لا میں دفعہ فوجداری کے ذریعہ ترمیم و تنسیخ کا سلسلہ بند کیا جائے۔ مساجد، مدارس اور مقابر کی ذمہ دارانہ حفاظت کی جائے۔

اولڈ بوائز کانفرنس کی تجاویز

حسب اعلان ۹-۱۰ شعبان مطابق ۱۱-۱۲ مئی ۱۹۸۴ء دار العلوم غریب نواز کے ابنائے قدیم کی ہونے والی اولڈ بوائز کانفرنس کے مبادیات کو طے کرنے کے لئے کاشانۂ خواجہ کے طویل و عریض ہال میں الگ الگ نشستیں منعقد ہوئیں۔ پہلی نشست کی صدارت رہبر ملت حضرت مولانا ظہیر احمد صاحب، سربراہ اعلیٰ شاخ سنی تبلیغی جماعت باسنی ناگور شریف نے فرمائی اور بہت ہی خوشگوار ماحول میں اس نشست نے اپنی منزل اور سمت سفر متعین کرلیا۔ اس اثنار میں اور بھی ذیلی کمیٹیاں ہوئی ہیں۔ آخری کمیٹی جسے دوسری اہم مجلس شوریٰ کہا جاسکتا ہے۔ اس میں حضرت مولانا ظہور احمد صاحب، حضرت ضیا جالوی حضرت مولانا حسن رضا خاں صاحب، حضرت مولانا ولی محمد صاحب نے طلبار کی رہنمائی کی چنانچہ ابنائے قدیم نے ہونے والی کانفرنس کے بہت سے گوشوں کو بحسن وخوبی طے کرلیا۔

اب آپ تجاویز ملاحظہ فرمائیں۔

(۲) متفقہ مجلس ابنار قدیم میں یہ طے کیا کہ دار العلوم کے ہر فارغ علمار کو ابنار قدیم کی تنظیم کو فعال بنانے کے لئے ممبری فیس کے طور پر گیارہ روپئے سالانہ پیش کرنا لازم ہوگا۔

(۳) ابنار قدیم سے رابطہ بورڈ کی کارکردگی کو عملی جامہ پہنانے کے لئے ایک کمرہ الاٹ کرنے کی مہتمم دار العلوم غریب نواز نے منظوری دے دی۔

(۴) یہ بھی طے کیا گیا کہ جلد ہی لیٹر پیڈ، لفافے، بورڈ، اسٹامپ اور آفس کی دوسری ضروریات کے لئے سکریٹری صاحب وقتی چندہ سے اشیار فراہم کریں۔

(۵) آج کی میٹنگ نے یہ طے کیا کہ سربراہ اعلیٰ کی نگرانی میں تنظیم ابنار قدیم کے اغراض و مقاصد مرتب کرلئے جائیں۔ اور اس کی مطبوعہ کاپی ہر زون کے نائب صدر کو بھیج دیئے جائیں۔ حضرت سرپرست سے ایک صلاح کمیٹی تشکیل دی جائے جس میں حضرت خطیب الہند مولانا حسن رضا خاں صاحب مولانا جہانگیر خان صاحب اور مولانا ضیار جالوی صاحب کو لازمی طور پر شریک کیا جائے۔

شریف الدین رونق مظفر پوری

دار العلوم حنفیہ سنیہ اسلام پورہ، مالیگاؤں کی اپیل

صوبہ مہاراشٹر میں مرکزی درسگاہ دار العلوم حنفیہ سنیہ عرصہ دراز سے ہندوستان کے تمام صوبجات طلبہ کو دینی و دنیوی تعلیمات فیض پہونچا رہا ہے۔ مطبخ میں تقریباً سو طلبار کے خورد ونوش کا معقول بندوبست ہے، حفظ قرآۃ، مولوی، عالم، فاضل، دینیات اور انگلش وعرابکی کے شعبے قائم ہیں۔

لہٰذا آپ حضرات سے گزارش ہے کہ دار العلوم ہذا کی سالہائے گزشتہ کی طرح امسال بھی زکوٰۃ، صدقات، عطیات، فطرہ و چرم قربانی کے موقع پر و دیگر خیرات سے طالبان علم نبوت کی حوصلہ افزائی فرمائیں اور اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا و خوشنودی کے مستحق بنیں۔

(نوٹ) طلبہ کا داخلہ ۱۰ شوال المکرم سے شروع ہو جائے گا، لہٰذا باہر سے آنے والے طلبہ خطار سال کرکے داخلہ کرائیں۔

ترسیل وزر کا پتہ: حضرت علامہ مولانا عبد الحئی نسیم القادری
دار العلوم حنفیہ سنیہ اسلام پور۔ مالیگاؤں
ناسک

شہنشاہ ترنم حضرت قمر انجم
کراچی پاکستان

یہ کرم نہیں تو کیا ہے

مجھے آپ نے بلایا، یہ کرم نہیں تو کیا ہے
میرا مرتبہ بڑھایا، یہ کرم نہیں تو کیا ہے

مجھے جب بھی غم نے گھیرا میرا ساتھ سب نے چھوڑا
تو میری مدد کو آیا، یہ کرم نہیں تو کیا ہے

میری زندگی کے دامن پہ برس پڑیں نگاہیں
ترے درد نے رلایا، یہ کرم نہیں تو کیا ہے

کبھی موج کے بھنور سے کبھی موج پر خطر سے
میری ناؤ کو بچایا، یہ کرم نہیں تو کیا ہے

مجھے وقف ذکر کر کے مری روح میں اتر کے
میرے دل کو دل بنایا، یہ کرم نہیں تو کیا ہے

میں غموں کے دھوپ میں جب ترا نام لیکے نکلا
ملا رحمتوں کا سایا، یہ کرم نہیں تو کیا ہے

جہاں چھٹ گئے کنارے وہیں چھن گئے سہارے
تجھے اپنے پاس پایا، یہ کرم نہیں تو کیا ہے

جو ہے یاوروں کا یاور، جو دستگیر عالم
وہ مری مدد کو آیا، یہ کرم نہیں تو کیا ہے

مرے ذہن تک میں ایسی کوئی ارتقا نہیں تھی
مجھے کیا سے کیا بنایا، یہ کرم نہیں تو کیا ہے

جو فریب فاصلے کا مجھے دے رہا تھا پیہم
وہ حجاب بھی اُٹھایا، یہ کرم نہیں تو کیا ہے

مجھے حوصلے وہ بخشے ترے قرب کے یقیں نے
میں غموں سے مسکرایا، یہ کرم نہیں تو کیا ہے

میری لغزشوں کو پیہم ملے آپ کے سہارے
میں گرا تو اٹھایا، یہ کرم نہیں تو کیا ہے

میں بھٹک کے رہ گیا تھا کہیں اور بہہ گیا تھا
مجھے راستہ دکھایا، یہ کرم نہیں تو کیا ہے

یہ شرف بڑا شرف ہے مرا رخ تری طرف ہے
مجھے نعت گو بنایا، یہ کرم نہیں تو کیا ہے

در مصطفیٰ سے انجم میں خود آ گیا مگر دل
کبھی لوٹ کر نہ آیا، یہ کرم نہیں کیا ہے

حضرت علامہ مفتی شفیق احمد صاحب

قصص القرآن

حضرت آدم علیہ السلام کا جنت سے دنیا میں تشریف لانا

اس میں مفسرین کا اختلاف ہے کہ جب شیطان مردود بارگاہ ہوا اور اس کو نکل جانے کا حکم ہوا تو پھر اس نے کس طرح حضرت آدم علیہ السلام تک رسائی حاصل کی جب کہ وہ جنت میں تھے علامہ بغوی کے قول کے مطابق تفصیل یہ ہے کہ جب ابلیس لعین نے حضرت آدم علیہ السلام کو بہکانے کی نیت سے جنت میں جانے کا ارادہ کیا تو اس کو جنت کے محافظین نے روکا۔ سانپ جو جنت کے جانوروں میں سے خوبصورت ترین جانور تھا ابلیس کی پہلے سے دوستی تھی ابلیس کے پاس آیا سانپ کے چاروں پیر مثل اونٹ کے تھے اور یہ بھی جنت کا محافظ تھا ابلیس نے کہا تو مجھے اپنے منہ میں رکھکر جنت میں پہونچا دے اس نے قبول کیا اور منہ میں لے کر چلا جنت کے دیگر محافظین جب ملے تو ابلیس کے بارے میں انھیں مطلقاً خبر نہ ہوئی اس طرح وہ جنت میں داخل ہو گیا

ابن جریر نے ابن مسعود، ابن عباس، ابوالعالیہ، وہب ابن منبہ، محمد بن قیس رضی اللہ عنہم سے بھی اسی روایت کے موافق روایت کیا ہے اور حسن کی روایت میں یہ ہے کہ آدم و حوا علیہما السلام اکثر جنت کے دروازہ پر آیا کرتے تھے ایک روز معمول کے مطابق جب یہ حضرات تشریف لائے تو شیطان نے بہکا دیا۔

بغوی کی روایت میں ہے کہ جب آدم و حوا جنت میں گئے تو بولے کیا اچھا ہوتا جو ہمیشہ اس میں رہا کرتے پھر جب کہ شیطان جنت میں جا کھڑا ہوا تو انھیں خبر نہ تھی کہ یہ ابلیس ہے (یہ بات سنتے ہی) زار و قطار رونے لگا اور اتنا رویا اور نوحہ کیا کہ ان دونوں پر رقت طاری ہو گئی سب سے پہلے نوحہ کرنے والا ابلیس ہی ہے جب آدم و حوا نے اس کے نوحہ و زاری کو دیکھا تو بولے کیوں روتا ہے مجھے تمہارے اوپر رونا آتا ہے کہ اب تم دونوں مروگے اور جنت کی نعمتیں چھوٹ جائینگی۔ یہ خبر وحشت اثر سن کر دونوں پر اس کا اثر ہو گیا اور دونوں ہی غمزدہ ہو گئے جب ابلیس مردود سے دیکھا نہیں گیا تو چارہ گری کے لیے میں بولا کہ خیر جو تقدیر میں ہے وہ تو ہو کر رہیگا ہی لیکن میں تمہیں ایک تدبیر بتاتا ہوں وہ یہ ہے کہ فلاں درخت کے کھانے سے ہمیشہ کی زندگی نصیب ہو جاتی ہے۔ حضرت آدم نے انکار فرمایا اور کہا میں اس درخت کو کبھی نہیں کھاؤنگا جب اس نے دیکھا کہ میرے ہاتھ میں نہیں آئے تو بولا خدا کی قسم میں تمہارا خیر خواہ ہوں اس میں کوئی حرج کی بات نہیں یہ بات سنکر دونوں کو خیال آیا بھلا ایسا کون ہے جو خدا کی قسم کھائیگا اس طرح پہلے حضرت حوا نے پیش قدمی کی اور جاکر اسے کھا لیا پھر حضرت آدم علیہ السلام نے کھایا۔

قرآن کریم کا ارشاد ہے وقلنا یا ادم اسکن انت وزوجک الجنۃ وکلا منہا رغدا حیث شئتما ولا تقربا ھذہ الشجرۃ فتکونا من الظالمین ہ فازلھما الشیطن عنہا فاخرجہما مما کانا فیہ پ ۱۔

اور ہم نے فرمایا اے آدم تو تیری بیوی اس جنت میں رہو اور کھاؤ اس میں سے بے روک ٹوک جہاں تمہارا جی چاہے مگر اس پیڑ کے قریب نہ جانا کہ حد سے بڑھنے والوں میں ہو جاؤ گے تو شیطان نے جنت سے انھیں لغزش دی اور جہاں رہتے تھے وہاں سے ان کو نکال دیا۔"

شجرہ ممنوعہ کے کھانے کے بعد حکم ہوا تم سب کے سب جنت سے نکل جاؤ اور زمین میں جا کر ایک مدت تمہیں ٹھہرنا ہے جب حضرت آدم علیہ السلام نے گندم کھایا تو اس کے کھانے کا

آخر یہ ہوا کہ ان کے جسم سے جنتی لباس جاتا رہا اور وہ حضرات برہنہ ہو گئے مارے شرم کے انجیر کے درخت کے پتوں سے اپنا جسم چھپانے کیلئے اسی حالت میں رب کی طرف سے ندا آئی اے آدم و حوا کیا ہم نے تمہیں اس درخت کے کھانے سے منع نہ کیا تھا اور کیا تم سے نہ کہا تھا کہ شیطان کھلا ہوا تمہارا دشمن ہے اسکے فریب میں نہ آنا یہ حضرات عذر کے سوا اور کر ہی کیا سکتے تھے پھر فرشتوں کو حکم ہوا انھیں زمین پر اتار دو چنانچہ آدم علیہ السلام کو سراندیپ میں اس کے ایک پہاڑ پر اتارا گیا جس کو کہتے ہیں اور حضرت حواء کو ساحل عرب پر جدے میں اور مور کو مرج الہند میں اور شیطان کو جنگل بیسان میں جو کہ بصرے سے کچھ فاصلے پر واقع ہے جہاں اس وقت یاجوج ماجوج کی دیوار قائم ہے اور سانپ کو بجستان یا اصفہان میں اسی لئے وہاں اب بھی سانپ زیادہ ہوتے ہیں

حضرت آدم علیہ السلام کو کھیتی باڑی کرنے اور حاصل کرنے کی تکلیف دی گئی حضرت حواء کو حیض و حمل اور کمی عقل اور نقصان میراث ملا سانپ کے پاؤں غائب کرائے گئے اور اس کو پیٹ کے بل چلا گیا اس کی غذا مٹی قرار دی گئی مور کے پاؤں بدشکل کر دیئے گئے ابلیس کی صورت مسخ کر دی گئی اور نہایت رسوا کر کے دنیا میں اتارا گیا سیدنا مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ ہندوستان کی زمین اس لئے عمدہ اور ہری بھری ہے اور عود و قرنفل وغیرہ خوشبوئیں اسی لئے وہاں پیدا ہوتی ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام جب اس زمین پر آئے تو ان کے جسم پر جنتی درخت کے، پتے تھے وہ پتہ ہوا سے اڑ کر جس درخت پر پہونچے دم ہمیشہ کے لئے خوشبودار ہو گیا

حضرت آدم علیہ السلام جنت سے مختلف قسم کے بیج اور تین قسم کے پھل اور حجر اسود اور وہ عصا جو بعد میں موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ آیا جس کی لمبائی دس گز تھی اپنے ساتھ لے کر آئے تھے اور کچھ سونا چاندی اور کچھ کھیتی باڑی وغیرہ کے اوزار بھی ساتھ لائے۔

(باقی آئندہ)

مدرسہ غوثیہ نظامیہ کی تعمیر

رہبر شریعت و طریقت پاسبان ملت حضرت علامہ مشتاق احمد صاحب قبلہ نظامی مہتمم دارالعلوم غریب نواز، الہ آباد کی سرپرستی میں عرصۂ دراز سے دینی خدمات انجام دے رہا ہے۔ مگر گھاس پھونس کی جھونپڑی میں نونہالان قوم کو تکلیف ہو رہی تھی جس کی وجہ سے اب پختہ عمارت تعمیر کے مرحلے سے گزر رہی ہے۔ اہل خیر حضرات سے گزارش ہے کہ اس صدقہ جاریہ اور دینی قلعہ کی تعمیر میں دل کھول کر مدد کریں۔

ترسیل زر کا پتہ: مشتاق احمد منیجر مدرسہ غوثیہ نظامیہ،
زمین لوہرپور۔ پوسٹ شیوپور،
ضلع گورکھپور (یوپی)

بقیہ اہلسنت اور دیوبندی میں اختلاف　صفحہ ۲۲

حجۃ الاسلام امام غزالی کتاب "الاقتصاد" میں لکھتے ہیں۔!

ان الامت نسمعت من هذا اللفظ انه انهم عدم نبی بعده ابدا عدم رسول بعده ابدا وانه لیس فیه تاویل ولا تخصیص فکلامه من انواع الهذیان لا یمنع الحکم بتکفیره ۔ تمام امت نے لفظ خاتم النبیین سے یہی سمجھا کہ وہ بتاتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کبھی کوئی رسول نہ ہوگا اور تمام امت نے یہی مانا کہ اس لفظ میں نہ کوئی تاویل ہے نہ کچھ تخصیص ہے جو اس میں تاویل کر کے کوئی تخصیص پیدا کرے تو اس کا کلام بہکنے کے قسم سے ہے

ورجوہ اولہ تخصیص

اسے کافر کہنے سے کچھ ممانعت نہیں۔ الاشباہ والنظائر پھر عالمگیری میں ہے۔ اذا لم یعرف ان محمداً صلی اللہ علیہ وسلم آخر الانبیاء فلیس بمسلم لانہ من الضروریات۔ اگر یہ نہ جانے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم آخر الانبیاء ہیں تو مسلمان نہیں اس لئے کہ یہ ضروریات سے ہے۔ ہم نے نانوتوی صاحب کا عقیدہ اور پوری امت کا عقیدہ ناظرین کے سامنے رکھ دیا ہے۔ فیصلہ ناظرین کو کرنا ہے کہ وہ پوری امت کے ساتھ رہنا پسند کرتے ہیں کہ نانوتوی صاحب کے ساتھ۔

شارح بخاری حضرت علامہ مفتی شریف الحق صاحب قبلہ امجدی

اہلسنّت اور دیوبندیوں کے مابین بنیادی اختلافات

علمائے اہلسنت اور علماء دیوبند کے درمیان اختلاف کی بنیاد کیا ہے
یہ کوئی بہت اور دقیق بات نہیں جس پر کسی لمبی چوڑی بحث کی حاجت ہو
مگر ادھر علمائے دیوبند کے نقیبوں نے عوام کو یہ یقین دلانا شروع
کر دیا ہے کہ ہمارے اور علمائے مابین صرف چند فروعی مسائل میں
اختلافات ہیں مثلاً نیاز، فاتحہ، میلاد، قیام، عرس وغیرہ وغیرہ
اس لئے اس کی ضرورت ہوئی کہ اس بنیاد کو پھر سب کے سامنے
پیش کر دیا جائے جو ہمارے اور علماء دیوبند کے مابین ایسے سنگین
اختلافات کی ہے جو کبھی ختم ہونے والے نہیں۔ اور نہ کوئی ایسا
نکتۂ اتحاد نکل سکتا ہے جس پر صلح ہو سکے۔

......اختلافات کی بنیاد علماء دیوبند کی ان کتابوں کی عبارتیں
ہیں جن میں ضروریات دین اسلام کے قطعی یقینی مسلم الثبوت عقائد کا
صریح انکار ہے۔ ان میں ایک کتاب "تحذیر الناس" ہے جو
قاری طیب کے دادا مولوی قاسم نانوتوی کی تصنیف ہے
اس میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین بمعنیٰ
آخر الانبیاء ہونے کا بہت شد و مد زور شور کے ساتھ صاف
صاف انکار ہے۔ جب کہ ساری امت کا اس پر اجماع ہے کہ
حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین بمعنیٰ آخر الانبیاء ہیں
اور یہ قرآن مجید کی نص قطعی سے ثابت ہے اور احادیث کریمہ
اور ارشادات علماء سے بھی۔ یہ عوام و خواص سارے جہاں کے
آیت کریمہ "ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین" کے معنیٰ
خود حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام اور تمام
امت نے آخر الانبیاء ہی سمجھا اور عوام و خواص سارے جہاں کے
مسلمانوں میں ایسا معلوم و مشہور ہے کہ دین سے ذرا سی بھی واقفیت
رکھنے والے کسی مسلمان سے آپ دریافت کریں کہ خاتم النبیین کے
کیا معنیٰ تو وہ بلا توقف فوراً کہہ دے گا۔ "آخر الانبیاء" اس کے برخلاف

مولوی قاسم نانوتوی کو اس سے شدید اختلاف ہے کہ آیت کریمہ میں
"خاتم النبیین" کے معنیٰ آخری نبی ہے۔ وہ تحذیر الناس کے صفحہ ۳ اور ۴
پر لکھتے ہیں۔

اوّل معنیٰ خاتم النبین معلوم کرنے چاہیں تاکہ فہم جواب میں کچھ
دقت نہ ہو سو عوام کے خیال میں رسول اللہ صلعم کا خاتم ہونا بایں
معنیٰ ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب
میں آخری نبی ہیں۔

مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات
کچھ فضیلت نہیں —— پھر مقام مدح میں "ولکن رسول اللہ و
خاتم النبیین" فرمانا، اس صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا ہے —!
ہاں — اگر اس وصف کو، اوصاف مدح میں سے نہ کہئے، اور اس
مقام کو مقام مدح قرار نہ دیجئے تو البتہ خاتمیت باعتبار تاخر زمانی
صحیح ہو سکتی ہے۔

مگر میں جانتا ہوں کہ اہل اسلام میں کسی کو یہ بات گوارا نہ ہوگی
کہ اس میں ایک تو خدا کی جانب، نعوذ باللہ، زیادہ گوئی کا وہم ہے —!
آخر اس وصف میں اور قد و قامت و شکل و رنگ و حسب و نسب
و سکونت وغیرہ اوصاف میں جن کو نبوت یا فضائل میں — کچھ دخل
نہیں — کیا فرق ہے — جو اس کو ذکر کیا — اوروں کو ذکر نہ کیا —
دوسرے رسول اللہ صلعم کی جانب نقصان قدر کا احتمال۔ کیونکہ اہل کمال
کے کمالات ذکر کیا کرتے ہیں اور ایسے ویسے لوگوں کے اس قسم کے
احوال بیان کیا کرتے ہیں۔ باقی یہ احتمال کہ یہ دین آخری دین تھا
اس لئے سد باب اتباع مدعیان نبوت کیا ہے جو کل کو جھوٹے
دعوے کر کے خلائق کو گمراہ کریں گے، البتہ فی حد ذاتہ قابل لحاظ ہے
پر جملہ "ما کان محمد ابا احد من رجالکم" اور جملہ — "ولکن رسول اللہ
وخاتم النبیین" — میں کیا تناسب تھا — جو ایک کو دوسرے پر

عطف کیا اور ایک کو مستدرک منہ اور ایک کو استدراک قرار دیا اور ظاہر ہے کہ اس قسم کی بے ربطی بے ارتباطی، خدا کے کلام معجز نظام میں متصور نہیں — اگر سد باب مذکور منظور ہی تھا تو اس کے سیکڑوں اور بیسیوں موقع تھے بلکہ بنائے خاتمیت اور بات پر ہے جس سے تاخر زمانی اور سد باب مذکور خود بخود لازم آجاتا ہے اور فضیلت نبوی دوبالا ہو جاتی ہے۔

عربی فارسی کے مانوس بھاری بھرکم الفاظ کے ساتھ سیدھی سادھی بات کو بھی مغلق بلکہ مہمل جملوں میں ادا کرکے کم پڑھے لکھے لوگوں پر دھونس جمانے کی مولوی محمد قاسم نانوتوی صاحب کی خاص عادت ہے۔

ناظرین اس عبارت کو پہلے خود بغور بار بار پڑھیں اگر سمجھ میں آجائے تو بہتر ورنہ اس کی یہ مندرجہ ذیل تفہیم کو ملاحظہ کریں۔ نانوتوی صاحب نے یہ فرمایا ہے۔

○ کہ آیت کریمہ ولکن رسول اللّٰہ وخاتم النبیین میں خاتم النبیین کے یہ معنی مراد لینا یا سمجھنا کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے بعد ہے اور آپ سب میں آخری نبی ہیں — عوام کا خیال ہے کسی بھی بات کو عوام کا خیال کہنے کا کیا مطلب ہوتا ہے۔ یہ مجھے بتانے کی ضرورت نہیں اسے ہر اردو داں جانتا ہے۔ کیا عوام کا خیال، قرآن مجید کا معنی بن سکتا ہے۔ کیا عوام کا خیال اسلام جیسے دین حق کا بنیادی عقیدہ بن سکتا ہے؟ یہ سب ناظرین ہی کو طے کرنا ہے —!

○ پھر آگے فرمایا — کہ پہلے یا بعد میں آنا، بالذات کچھ فضیلت نہیں اس لئے اگر خاتم النبیین کے معنی آخری نبی لئے جائیں تو تعریف و مدح کے موقع پر خاتم النبیین کہنا درست نہیں — ہاں اگر کوئی یہ تسلیم کرے کہ اس آیت میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح تعریف نہیں یہ مدح و تعریف کا موقع نہیں۔ البتہ خاتم النبیین بمعنی آخری نبی کہنا درست و صحیح ہوگا — نانوتوی صاحب کے اس لکھنے کا صاف و واضح مطلب یہ ہوا کہ آخر الانبیاء ہونا قابل مدح نہیں قابل ستائش نہیں اس لائق نہیں کہ اسے تعریف و ستائش کے موقع پر ذکر کیا جائے۔

○ پھر آگے لکھا کہ چونکہ آخر الانبیاء ہونا تعریف کے موقع پر ذکر کے قابل نہیں اس لئے کہ اس میں کچھ فضیلت و بزرگی نہیں اب اگر خاتم النبیین کے معنی آخر الانبیاء مراد لینگے تو یہ توہم ہوگا کہ اللہ تعالیٰ زیادہ گو بے معنی بیہودہ بات بھی فرما سکتا ہے۔

○ اس کا صاف مطلب یہ ہوا کہ نانوتوی صاحب کی تحقیق یہ ہے کہ آخر الانبیاء ہونا بیہودہ بات ہے

○ نانوتوی صاحب نے آگے اپنے مطلب کو اور واضح کردیا ہے فرماتے ہیں — کہ آخر، آخر الانبیاء ہونے اور قد و قامت و شکل و رنگ و حسب و نسب و سکونت وغیرہ ایسے اوصاف ہیں جن کو نبوت یا اور فضائل میں کچھ دخل نہیں، کیا فرق ہے؟

ہر ذی فہم غور کرے نانوتوی صاحب نے بالکل واضح غیر مبہم الفاظ میں بتادیا کہ آخر الانبیاء ہونے کو نبوت یا فضائل میں کچھ دخل نہیں۔ آخر الانبیاء ہونا انسان کے عام اوصاف قد و قامت شکل و رنگ حسب و نسب کی طرح ہے جیسے ان میں کوئی فضیلت نہیں اسی طرح آخر الانبیاء ہونے میں بھی کچھ فضیلت نہیں —!

○ نانوتوی صاحب آگے بڑھے تو اور اپنی مراد آشکارا کردیا۔ لکھتے ہیں — اگر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو آخر الانبیاء مانوگے تو یہ احتمال نکل آئیگا کہ حضور کم رتبہ شخص تھے۔ اس لئے کہ کمال والوں کے کمالات ذکر کرتے ہیں اور ایرے غیرے نتھو خیرے کے ایسے ہی حوال بیان کرتے ہیں جن میں کوئی کمال نہیں ہوتا یہاں اقرار کرلیا کہ آخر الانبیاء ہونا کمال نہیں۔ ایسا ویسا عام وصف ہے

○ نانوتوی صاحب اور آگے بڑھے تو بات مکمل کردی کہ خاتم النبیین کے معنی آخر الانبیاء مانوگے تو اللہ عزوجل کے کلام معجز نظام میں بے ربطی بے ارتباطی لازم آئے گی۔ ولکن رسول اللّٰہ وخاتم النبیین کا، ماکان محمد ابا احد من رجالکم سے کوئی تناسب نہ باقی رہیگا

ایک دوسرے پر عطف درست نہ ہوگا ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین کا استدراک صحیح نہ ہوگا۔

یہاں ایک ایسا مرحلہ ہے جس سے گذرنا نانوتوی صاحب کو بھی مشکل نظر آیا۔ وہ یہ کہ نبوت کے جھوٹے دعویداروں کی تکذیب اور رد کیلئے سب سے مضبوط سب سے قوی سب سے قطعی دلیل یہی آیت ہے اور یہ اسی وقت درست ہوگا جب کہ خاتم النبیین کے معنی آخر الانبیاء لئے جائیں۔ تو سوال پیدا ہوا کہ،، جب آپ خاتم النبیین کے معنی آخر الانبیاء درست نہیں مانتے آخر الانبیاء کو کسی مدح و ستائش کے لائق اور باعث کمال نہیں جانتے تو جھوٹے مدعیان نبوت کے فتنے کا سد باب کیسے ہوگا۔ تو مجبور ہو کر جو کچھ ابتک ذرا چبا چبا کر کہا۔۔۔ تھا اخیر میں صاف صاف اگل دیا۔ لکھتے ہیں۔

○ اگر جھوٹے مدعیان نبوت کا سد باب منظور تھا تو اس کیلئے اور بیسیوں موقع تھے — یعنی یہ ان جھوٹے مدعیان نبوت کے سد باب کا موقع نہیں — اس لئے خاتم النبیین کے معنی آخر الانبیاء نہیں

اب ہم پھر تمام ناظرین سے مؤدبانہ درخواست کریں گے کہ وہ تحذیر الناس کی اصل عبارت کے ساتھ ہماری توضیح کو ملاحظہ فرمائیں آپ خود فیصلہ کریں گے کہ جو میں نے توضیح کی ہے وہی نانوتوی صاحب افادہ فرمانا چاہتے ہیں — یعنی یہ کہ خاتم النبیین کے معنی آخری نبی کسی طرح درست نہیں۔ خاتم النبیین کے معنی آخر الانبیاء کسی طرح صحیح ہو ہی نہیں سکتے۔ خاتم النبیین کے معنی آخری نبی نہ معنی مطابقی ہیں نہ تضمنی نہ التزامی نہ حقیقی نہ مجازی۔

اس لئے کہ جب آخر الانبیاء ہونا مدح سے خالی ہے یہ مقام مدح میں ذکر کے لائق نہیں۔ اس میں اللہ عزوجل کی طرف بیہودہ گوئی کا وہم ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے نقصان قدر کا احتمال ہے یہ ان عام اوصاف کی طرح ہے جن کو نبوت یا فضائل میں کچھ دخل نہیں تو کوئی بھی ہمیں سمجھا دے کہ یہ سب باتیں معنی مطابقی کے ساتھ کیوں خاص ہیں اگر معنی التزامی مانیں تو کیوں یہ خرابیاں نہیں لازم آئینگی۔ اور اگر معنی حقیقی مانیں تو کیوں لازم آتی ہیں اور معنی مجازی مانیں تو کیوں نہیں لازم آتیں

اور اگر معاملہ بالعکس ہے تو کیوں ہے۔ سو سال گذر گئے مگر مگر کوئی صاحب اسے بتا نہ سکے اور نہ قیامت تک بتا سکیں گے

اس تحذیر الناس کی عبارت سے آفتاب نیمروز کیطرح ثابت ہوگیا کہ نانوتوی صاحب کا عقیدہ یہ ہے

① آیت کریمہ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین،، میں خاتم النبین کا معنی آخر الانبیاء نہیں۔

② آخر الانبیاء ہونا کوئی کمال نہیں اس میں کوئی فضیلت نہیں یہ عام انسانی اوصاف قد و قامت شکل و رنگ کی طرح ہے۔

③ اور جب آخر الانبیاء ہونا کوئی فضل و کمال نہیں۔ تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم آخر الانبیاء بھی نہیں ورنہ اللہ عزوجل کی طرف زیادہ گوئی بیہودہ گوئی کا وہم ہوگا اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے کم رتبہ ہونے کا احتمال۔

اب ہر مسلمان اپنے ایمان سے فتوی پوچھ کر کیا یہ تینوں باتیں کفر نہیں؟ کیا ایسا اعتقاد رکھنے والا کافر نہیں۔ جب کہ نانوتوی صاحب اپنے عقیدے کے مطابق یہ ثابت کر چکے کہ خاتم النبین کا معنی آخر الانبیاء نہیں اور حضور آخر الانبیاء نہیں تو آگے بڑھتے ہیں اور خاتم النبین کے ایک نئے معنی اپنے جی سے گڑھتے ہیں اور [illegible] اور لکھتے ہیں۔

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ موصوف بالعرض کا قصہ، موصوف بالذات پر ختم ہو جاتا ہے — جیسے موصوف بالعرض کا وصف، موصوف بالذات سے مکتسب ہوتا ہے۔ موصوف بالذات کا وصف کسی غیر سے مکتسب و مستعار نہیں ہوتا مثال درکار ہے تو لیجئے زمین، کہسار اور در و دیوار کا نور اگر آفتاب کا فیض ہے تو آفتاب کا نور کسی اور کا فیض نہیں — الغرض یہ بات بدیہی ہے کہ موصوف بالذات سے آگے سلسلہ ختم ہو جاتا ہے سو اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت کو تصور فرمائیے یعنی آپ موصوف بوصف نبوت بالذات ہیں — اور سوا آپ کے، اور نبی موصوف بوصف نبوت بالعرض ہیں —

اس کا حاصل یہ ہوا کہ نانوتوی صاحب کا عقیدہ یہ ہے کہ خاتم النبین کے معنی نبی بالذات ہیں۔ خاتم النبین کا یہ معنی بتا کر صفحہ ۱۲ پر لکھتے ہیں

غرض اختتام اگر بایں معنیٰ تجویز کیا جائے جو میں نے عرض کیا (یعنی نبی بالذات ہونا) تو آپ کا خاتم ہونا انبیاء گذشتہ ہی کی نسبت خاص نہ ہوگا۔ بلکہ اگر بالفرض آپ کے زمانے میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔

پھر صفحہ ۲۵ پر لکھا بعض نسخوں میں صفحہ ۲۸ پر یہ عبارت ہے بلکہ اگر بالفرض بعد زمانۂ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کوئی فرق نہ آئیگا چہ جائیکہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں، یا فرض کیجئے اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے۔

اب ناظرین سلسلۂ کلام اپنے ذہن میں قائم کریں ان سب عبارتوں کا حاصل یہ ہوا کہ

○ خاتم النبیین کے معنی آخر الانبیاء نہیں بلکہ موصوف بوصف نبوت بالذات یعنی نبی بالذات کے ہیں۔

○ اس لئے حضور کے زمانے میں یا حضور کے بعد کوئی جدید نبی ہو جائے تو بھی آپ بدستور خاتم النبیین رہیں گے بلکہ زمانہ نبوی کے بعد بھی کوئی نبی پیدا ہو جائے تو بھی آپ کے خاتم النبیین ہونے میں کچھ فرق نہیں آئیگا۔

یہ ظاہر ہے کہ اگر نانوتوی صاحب کے نزدیک خاتم النبیین کے معنی کسی بھی درجے میں آخر الانبیاء کے بھی ہوتے تو یقیناً بلاشبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں یا آپ کے بعد کسی نبی کا ہونا ضرور بالضرور خاتمیت محمدی کے منافی ہوتا اور اگر یہ شرعاً صحیح بلکہ ممکن مانا جائے تو پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم ہونا باقی نہ رہیگا۔ اور ضرور بالضرور خاتمیت محمدیہ میں فرق پڑے گا مگر چونکہ نانوتوی صاحب کے نزدیک خاتم النبیین کے معنی آخر الانبیاء ہونا کسی طرح درست نہیں نہ بطریق حقیقت نہ بطریق مجاز نہ بطریق عموم مجاز نہ بطریق التزام اس لئے آپ کے زمانے میں یا آپ کے زمانے کے بعد کسی نبی کے ہونے یا وجود سے بھی آپ بدستور خاتم رہیں گے آپ کی خاتمیت میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔

اب جبکہ تحذیر الناس کی عبارت آپ کے ذہن نشین ہوگئی اور واضح ہوگیا کہ نانوتوی صاحب کا عقیدہ یہ ہے کہ خاتم النبیین کے معنی آخر الانبیاء نہیں۔ صرف موصوف بوصف نبوت بالذات کے ہیں۔ اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں یا آپ کے بعد کسی نبی کا ہونا خاتمیت محمدی کے منافی نہیں۔ تو اب نانوتوی صاحب کے تمام پرستاروں سے سوال ہے کہ پھر دیوبندیوں کے نزدیک، مرزا غلام احمد قادیانی کا کیا جرم ہے؟ اس کے رہنما نانوتوی صاحب بنے ہیں مگر جرم ہے اور سب سے سنگین جرم اسکیم دیوبندیوں کی تھی اور چلایا قادیانی نے اسکیم کا سرغنہ معمولی نہیں کہ اسے برداشت کر لیا جائے اور سارق کو معاف کر دیا جائے۔

یہ تو نانوتوی صاحب کی تحقیق تھی اب آئیے امت کا اجماعی عقیدہ سنئے۔ شفا قاضی عیاض اور اس کی شرح ملا علی قاری میں ہے۔

نکفر هؤلاء الطوائف كلهم كفار مكذبون للنبي صلى الله عليه وسلم لانه صلى الله عليه وسلم اخبر عن نفسه انه خاتم النبيين لا نبي بعده واخبر عن الله تعالى انه خاتم النبيين واجمعت الامة على حمل هذا الكلام على ظاهره لا لعدم صارف عنه وان مفهومه المراد به هو المقصود منه دون تاويل في ظاهره ولا تخصيص في عمومه فلا شك في كفر هؤلاء الطوائف كلها قطعا اي بلا شبهة اجماعا بلا مخالفة وسمعا من الكتاب والسنة ما يدل على كفرهم بلا مرية جلد ثانی صفحہ ۵۲۰ فصل فی بیان ما هو من المقالات کو

یہ سب کے سب کافر ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلاتے ہیں اس لئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی کہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ اور اللہ عزوجل نے خبر دی کہ یہ خاتم النبیین ہیں اور امت کا اس پر اجماع ہے، لفظ خاتم النبیین اپنے ظاہر معنی پر محمول ہے اس کی جو مراد ظاہر ہے وہی مقصود ہے جس میں نہ کوئی تاویل ہے کہ خاتم سے مراد خاتمیت ذاتی مراد لیں ورنہ تخصیص اس لئے ان سب کے کفر میں ذرہ برابر شک نہیں یہ قطعاً یقیناً بالاجماع کافر ہیں ان کا کافر ہونا بلا کسی شک کے کتاب و سنت سے ثابت ہے۔

بقیہ صفحہ ۱۷ پر

علامہ مشتاق احمد صاحب نظامی

غزل

دل میں تم کو لے کے آیا ہوں نرالے بھیس میں
تم ہمارے دیس میں ہو ہم تمہارے دیس میں

در بہ در کوچہ بہ کوچہ انتہائے شوق میں
میں تمہیں کو ڈھونڈتا تھا کل تمہارے دیس میں

میں نے مانا حسن کی رعنائیاں تھیں ہر طرف
کون جنچتا ہے تمہارے بن تمہارے دیس میں

عشق آتے ہی نشاط زندگی جاتا رہا
پھول کانٹے بن گئے ہیں اب تمہارے دیس میں

کون جانے کب لٹے گا کاروانِ زندگی ؟
ہر نظر بیگانہ اٹھتی ہے تمہارے دیس میں

اک تمہارا آسرا تھا تم نے آنکھیں پھیر لیں
کون اپنا بن سکے گا اب تمہارے دیس میں

گرم آنسو، سرد آہیں، داغِ دل، خونِ جگر
یہ متاعِ عشق لایا ہوں تمہارے دیس میں

اجنبی بن کر میں آیا، اجنبی ہو کر چلا
ایک پردیسی کا یہ عالم تمہارے دیس میں

تم نہ مجھکو مل سکے تو ہر در و دیوار سے،
میں گلے مل مل کے رویا کل تمہارے دیس میں

حضرت علامہ رحمت اللہ صاحب شیخ الحدیث دار العلوم غریب نواز، الہ آباد

معارف حدیث

اس سے اگلے شمارے میں امر بالمعروف ونہی عن المنکر کی ضرورت اور اس کی ہیئت تشکیل میں کارفرما عوامل کی ایک بحث مجمل قارئین کو نذر کی گئی ہے۔ امر بالمعروف کیلئے حق ورحمت، رضاء الٰہی اور خوشنودئ نبوی کا قصد، استغناد اور تواضع وخاکساری، شاخ، پات کی حیثیت رکھتے ہیں، خصوصًا اخلاص وللّٰہیت اور خلوص نیت ــــ کہ یہی بھلائی پھیلانے اور برائی مٹانے کی زیست وبقا کا سرچشمہ اور اس گلشن ہزار رنگ کی آب وتاب ہے ــــ آج سے بہت پہلے آپنے اخلاص کے ثمرات وبرکات اور رشحات کو پاسبان کے سلیز صفحات پر ملاحظہ فرمایا تھا ــــ جہاں کلمات رسالت کے تجزیاتی اور تحلیلی شعور سے بہرہ ور کرانے کی کوشش کی گئی تھی ــــ جی چاہتا ہے وحیِ الٰہی بولنے والی زبان رسالت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کھیتی کی پیداوار اور اس کے فوائد محاکات ومشاہدہ اور واقعات کے پردے پر پیش کروں تاکہ ایقان وایمان تقویت پاکر حق الیقین کی لذت سے ذوق آشنا ہو سکیں۔

عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال بینما ثلثہ نفر یتماشون اخذھم المطر فمالوا الی غار فی الجبل فانحطت علی فم غارھم صخرۃ من الجبل فاطبقت علیہم فقال بعضھم لبعض انظروا اعمالاً عملتموھا للہ صالحۃ فادعوا اللہ بھا لعلہ یفرجھا فقال احدھم اللھم انہ کان لی والدان شیخان کبیران ولی صبیۃ صغار کنت ارعیٰ علیہم فاذا رحت علیہم فحلبت بدأت بوالدیّ اسقیھما قبل ولدی وانہ قد نأیٰ بی الشجر فما اتیت حتی امسیت فوجدتھما قد ناما فحلبت کما کنت احلب فجئت بالحلاب فقمت عند روسھما اکرہ ان اوقظھما واکرہ ان ابدأ بالصبیۃ قبلھما والصبیۃ یتضاغون عند قدمی فلم یزل ذالک دابی ودابھم حتی طلع الفجر فان کنت تعلم انی فعلت ذالک ابتغاء وجھک فافرج لنا فرجۃ نریٰ منھا السماء ففرج اللہ لھم حتی یرون السماء قال الثانی اللھم انہ کانت لی بنت عم احبھا کاشد ما یحب الرجال النساء فطلبت الیھا نفسھا فابت حتی اتیھا بمائۃ دینار فسعیت حتی جمعت مائۃ دینار فلقیتھا بھا فلما قعدت بین رجلیھا قالت یا عبد اللہ اتق اللہ ولا تفتح الخاتم فقمت عنھا اللھم فان کنت انی فعلت ذالک ابتغاء وجھک فافرج لنا منھا ففرج لھم فرجۃ وقال الآخر اللھم انی کنت استاجرت اجیرا بفرق ارز فلما قضیٰ عملہ قال اعطنی حقی فعرضت علیہ حقہ فترکہ ورغب عنہ فلم ازل ازرعہ حتی جمعت منہ بقرا وراعیھا فجاء نی فقال اتق اللہ ولا تظلمنی واعطنی حقی فقلت اذھب الی البقر وراعیھا فقال اتق اللہ ولا تھزء بی فقلت انی لا اھزء بک فخذ ذالک البقر وراعیھا فاخذہ فانطلق بھا فان کنت تعلم انی فعلت ذالک ابتغاء وجھک فافرج ما بقی ففرج اللہ عنھم ــــ رواہ البخاری

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا۔ تین آدمی کہیں چلے جارہے تھے کہ اچانک انھیں بارش نے آلیا تو وہ پہاڑ کی ایک کھوہ میں گھس گئے پہاڑ سے کھوہ کے منھ پر ایک پتھر کی چٹان آپڑی اور اس نے کھوہ کو بند کر دیا۔ تینوں نے ایک دوسرے سے کہا اپنے ان نیک اعمال پر نظر ڈالو جو تم نے صرف اللہ کی رضا وخوشنودی حاصل کرنے کیلئے کئے ہوں اور اس عمل کے ذریعے سے خدا کی بارگاہ میں دعا مانگو اسیلئے ہے خداوند تعالیٰ اس چٹان کو دور فرمادے ۔

ایک نے ان میں سے کہا! اے اللہ! میرے ماں باپ دونوں بہت
بوڑھے تھے۔ اور میرے کئی چھوٹے چھوٹے بچے بھی تھے جن کیلئے میں
بکریاں چرایا کرتا تھا۔ جب شام ہو جاتی میں بکریاں لیکر گھر آتا۔
دودھ دوہتا اور سب سے پہلے ماں باپ کو پلاتا پھر بچوں کو
دیتا۔ ایک روز ایسا اتفاق ہوا کہ چراگاہ کے درخت مجھکو
دور لیگئے اور وقت پر میں گھر نہ آسکا یہاں تک کہ رات ہوگئی
جب گھر پہونچا۔ ماں باپ دونوں کو سویا پایا میں نے حسب
معمول دودھ دوہا پھر دودھ کا برتن لے کر ماں باپ کے
پاس پہونچا اور ان کے سرہانے کھڑا ہوگیا مجھے ان کو جگانا
بھی اچھا نہیں معلوم ہو رہا تھا۔ یہ بھی نہیں بھاتا تھا کہ ماں باپ
سے پہلے بچوں کو دودھ پلادوں۔ حالانکہ میرے بچے میرے پاؤں
کے پاس پڑے ہوئے بھوک سے بلک رہے تھے میں دودھ
لئے ہوئے یوں ہی کھڑا رہا حتی کہ اسی کیفیت پر صبح ہوگئی
۔۔۔ پروردگار تو جانتا ہے کہ میں نے یہ کام صرف تمہاری رضا
کیلئے کیا تھا تو اس پتھر کو اتنا کھول دے کہ ہم آسمان دیکھ
سکیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے پتھر کی چٹان کو اتنا ہٹادیا کہ انھیں
آسمان نظر آنے لگا۔ دوسرے شخص نے کہا اے اللہ!
میری ایک چچازاد بہن تھی میں اس سے ٹوٹ کر محبت کرتا تھا۔
اتنی محبت جتنی کسی مرد کو عورت کے ساتھ زیادہ سے زیادہ
ہوسکتی ہے۔ میں نے اس سے ہم بستر ہونے کی خواہش کی، اس نے
کہا جب تک سو اشرفی نہ دوگے ایسا نہیں ہوسکتا۔ میں نے کوشش
شروع کی اور سو اشرفیاں جمع کرلیں اور ان کو لے کر ان کے پاس
پہنچا۔ جب میں اس کی دونوں ٹانگوں کے درمیان بیٹھ گیا۔ (یعنی
ہم بستری کا نمبر آیا) تو اس نے کہا۔ اے اللہ کے بندے اللہ سے ڈر
اور مہر نہ توڑ۔ میں خوف خدا کی وجہ سے فوراً اٹھ کھڑا ہوا۔ اے
اللہ میرا یہ فعل صرف تیری رضا و خوشنودی کے لئے تھا تو
اس پتھر کی چٹان کو ہٹادے۔ چنانچہ خدائے تعالیٰ نے اس
پتھر کو تھوڑا اور سرکا دیا۔
تیسرے شخص نے کہا۔ اے اللہ میں نے ایک شخص کو
ایک فرق (پیمانہ) دھان کے عوض مزدوری پر لگایا تھا جب
مزدور اپنا کام ختم کرچکا تو بولا مجھے میری مزدوری دیجئے۔
میں اس کو مزدوری دینے لگا تو وہ مزدوری چھوڑ کر چلا گیا
(پھر اپنا حق لینے واپس نہ آیا) تو میں نے اس کی مزدوری کے دھان
سے کاشت شروع کی اور برابر کاشت کرتا رہا یہاں تک کہ ان
دھانوں کی قیمت سے میں نے گائے بیل اور ان کے چرواہے
جمع کرلئے ایک مدت بعد وہ مزدور میرے پاس آکر کہنے لگا
خدا سے ڈر مجھ پر ظلم نہ کر۔ اور مجھ کو میرا حق میرے حوالے کردے
میں نے کہا ان بیلوں اور ان چرواہوں کو لے جا۔ اس نے کہا!
بندۂ خدا۔ خدا سے ڈر اور مجھ سے مذاق نہ کر، میں نے کہا میں
تجھ سے مذاق نہیں کر رہا ہوں۔ سچ مچ ان گائے بیل کے ریوڑ
اور ان کے چرواہوں کو لے جا یہ سب تیرے ہی ہیں۔
چنانچہ وہ سب کو لے کر چلا گیا۔ اے اللہ! اگر تیرے
نزدیک میرا یہ فعل محض تیری خوشنودی کیلئے تھا۔ پتھر کے اس
چٹان کے بقیہ حصہ کو بھی ہٹادے۔ چنانچہ خداوند قدوس نے
چٹان کو مکمل طرح سے ہٹا کر راستہ بالکل صاف کردیا۔
اللہ اکبر! نفس کشی اور نفس کی چاہ و چاہت کے مقابل
للہیت اور مولیٰ کی رضا جوئی کا کتنا زبردست مظاہرہ اور اخلاص
کی برکتوں کا کیسا روح پرور ظہور ہے۔ تشریح کرکے تمام گوشوں
کو سمیٹنا تطویل کا باعث ہوگا ایسی تطویل جو خود مستقل ایک
کتاب بن جائے گی۔ اس لئے صرف انہیں مسائل کے بیان پر
اکتفا کر رہا ہوں جو اس حدیث سے معلوم ہوتے۔

- خدا کی بارگاہ میں قربت و قبولیت کا دارو مدار اخلاص نیت پر ہے وہ ہمیں نہیں دیکھتا بلکہ ہمارے قلوب کو دیکھتا ہے
- خلوص وللہیت کے ساتھ کیا جانے والا عمل بارگاہ الٰہی میں مقبول ہے
- مشکلات میں نیک اعمال کے وسیلے سے دعا کرنی جائز ہے۔
- اعمال صالحہ سے مصیبت اور بلائیں ٹلتی ہیں۔ پریشانیاں دور ہوتی ہیں
- دین و آخرت میں نیک عمل کے جو فوائد حاصل ہونگے ان پر تو ایمان والیقان ہے ہی دنیوی منفعت بھی خیر ہی کا مرہون منت ہے
- جب مشکلات میں قبولیت یافتہ اعمال حل المشکلات ٹھہرے تو

بقیہ صفحہ ۵۰ پر

مولانا اسلم بستوی

فتح طرابلس

زرد آفتاب دن بھر چلنے کے بعد سیاہی کی چادر تان رہا تھا اور چالیس ہزار مسلمانوں کی فوج حضرت عبداللہ ابن سعید کی سرکردگی میں ایک طویل اور جان کاہ سفر طے کر کے طرابلس کی دیواروں کے نیچے خیمے ڈال چکی تھی:۔

طرابلس ابحیرۂ روم میں واقع ایک بندرگاہ ہے جو اس زمانے میں اپنی کثیر دولت اور کثرت آبادی کیوجہ سے بام شہرت کے آخری زینہ پر قدم رکھ چکا تھا جیسے ہی اہل عرب نے طرابلس کا محاصرہ کیا یونانیوں کی ایک فوج نے شہر سے نکل کر مقابلہ کیا عربوں نے پہلے ہی حملے میں سب کو کھیرے ککڑی کی طرح کاٹ کر دریا کے کنارے ڈال دیا۔ مگر محاصرہ میں اس وقت سستی پیدا ہو گئی۔ جب کہ افریقہ کے ایک مشہور بادشاہ گریگوری نے آکر عربوں کے سامنے اپنی صفیں قائم کیں گھمسان کی جنگ شروع ہو گئی دونوں طرف کی فوجیں بڑی جوانمردی کا ثبوت دے رہی تھیں شاہ گریگوری کے پہلو میں ایک دوشیزہ جو اپنے حسن و جمال میں اپنا جواب آپ تھی انتہائی شجاعت کے ساتھ لڑ رہی تھی وہ دراصل گریگوری کی ناکتخدا لڑکی تھی آفتاب کی تمازت تیز ہو گئی اور دونوں طرف کی فوجیں سائے میں پناہ لینے پر مجبور ہو گئیں۔

عرب مجاہدین کے خیموں میں آج کا فرجمال حسینہ کے اسلوب حسن و جمال کے تذکرہ کی جگہ اس کی جنگی ہتھیار اور اس کی شجاعت و بہادری کا چرچا ہو رہا تھا ہر مجاہد کی شہسواری، تیغ زنی، نیزہ بازی اور جراءت مندی کی داد دے رہا تھا۔ دوسرے دن پھر گھمسان کی جنگ ہوئی مگر آفتاب کی تمازت نے اپنے وقت پر جیسے ہی جنگ بندی کا اعلان کر دیا ہو اور دونوں طرف کی فوجیں اپنے اپنے خیموں میں چلی گئیں۔

الغرض کئی دنوں تک اسی طرح کی جنگ ہوتی رہی اور دونوں فوجیں انتہائی جوانمردی کے ساتھ اپنے اپنے حریف کا مقابلہ کرتی رہیں مگر ایک دن مسلمانوں کو جنگ کا نقشہ ہی الٹا نظر آنے لگا

جب کہ ایرانی فوج بڑی ہمت و جراءت کے ساتھ جان پر کھیلتی ہوئی آگے بڑھنے لگی جس کی وجہ یہ معلوم ہوئی کہ ایرانیوں میں یہ اشتہار دے دیا گیا تھا کہ جو شخص مسلمانوں کے سردار کا سر کاٹ کر لائے گا اس کو ایک ہزار اشرفیاں نقد دی جائیں گی اور اسے اس مہ جبیں حسینہ کے شوہر ہونے کا شرف حاصل ہوگا اس سب سے زیادہ دلفریب انعام کی امید نے افریقہ کے تمام نوجوانوں کے دلوں میں ایک نیا جوش و ولولہ پیدا کر دیا افریقی جوانوں کے اس جوش کا ردِّ عمل مسلمانوں پر ایسا ہوا کہ انھوں نے اپنے سپہ سالار عبداللہ ابن سعید کو میدانِ جنگ میں نہ آنے پر مجبور کر دیا بالآخر سپہ سالار کے عزلت گزین ہو جانے سے مسلمانوں کی ہمت اور اولوالعزمی میں فرق آنے لگا۔ اس طرح کی وحشتناک خبریں جب مدینہ منورہ پہونچیں تو مسلمانوں میں بے چینی کے بادل چھانے لگے اور ایک مرد مجاہد تھا فخر عزت جو اس جنگ میں عبداللہ ابن سعید کے ساتھ نہیں گیا تھا مگر جس نے فتوحات مصر میں اپنی شجاعت اور جوانمردی کی مثال قائم کر دی تھی اور جس نے بابل کی دیواروں کے سامنے سب سے پہلے اسلامی جھنڈا گاڑ دیا تھا وہ کون تھا زبیر ابن عوام تھے جو اس وحشتناک خبر کے سنتے ہی جوش جہاد میں تڑپ اٹھے اور اپنے ساتھ صرف بارہ مجاہدوں کو لے کر یونانی لشکر گاہ کی طرف نکل پڑے۔ اپنے اسلامی بھائیوں کے ساتھ ہمدردی کا یہ عالم تھا کہ جب تک میدان جنگ میں پہونچ نہ گئے دم لیا

اور پر خورد و نوش آرام و سونا حرام کر لیا اور انتہائی بے چینی کے
ساتھ آگے بڑھتے رہے یہاں تک جب میدان جنگ میں
پہونچے تو چاروں طرف دیکھ کر چلانے لگے ہمارے سردار کہاں ہیں؟
کس نے جواب دیا خیمے میں اس آواز کو سنتے ہی زبیر ابن عوام
بولے کیا اب مسلمانوں کے سپہ سالاروں کا کام خیمے میں بیٹھنا
ہے؟" ـــــ یہ آواز خود عبداللہ ابن سعید کے کان
میں پہونچی سنتے ہی ان کا چہرہ خجالت سے زرد پڑ گیا زبیر کے سامنے
آئے گریگوری اور اس کی بیٹی کا واقعہ بیان کیا زبیر نے کہا کیوں نہ
کفار کے اس فریب کو انھیں پر الٹ دیا جائے۔ مسلمانوں سے
پکار کہہ دو کہ جو شخص گریگوری کا سر کاٹ کر لائے گا اس کو انعام
میں اس کی بیٹی اور ایک لاکھ اشرفیاں دی جائیں گی۔"

زبیر ابن عوام کی اس تدبیر نے سپہ سالار عبداللہ کو
ایسا اطمینان دلایا کہ خود ان کا ذہن کھل گیا اور اس کے ساتھ
ہی انھوں نے ایک اور بھی ہوشیاری کا کام کیا وہ یہ کہ جتنے
لوگ میدان میں مقابلہ پر تھے وہ مقابلہ ہی پر رہے باقی جو
خیموں میں تھے انھیں حکم دیا کہ تو نہیں محض بیٹھیں رہیں جب
میدان کی فوج دیر تک مقابلہ کر چکے اور دشمنوں کو تھکا دے
تو یک بیک تکبیر کا شور کرتے ہوئے نکل پڑیں۔
فوج کو اس انتظام سے باخبر کر کے عبداللہ اور زبیر میدان
میں نکلے اور میدان کارزار گرم ہو گیا اس بار انتہائی گرم جوشی
سے مقابلہ ہوا بالآخر دونوں فوجیں میدان جنگ میں جوش و
خروش کا مظاہرہ کر کے اپنی جوانمردی کے جوہر دکھا کر تھک
گئیں اور ایک بار پھر آفتاب نے مداخلت کر کے اس قابل نہ چھوڑا
کہ وہ اپنے حریف کا مقابلہ کر سکیں دونوں فوجیں اپنی فرودگاہ
کی طرف واپس ہو گئیں اور ایک بار پھر حدت گرما نے اس قدر
پریشان کر دیا تھا کہ جاتے ہی ہتھیار تو ہتھیار کپڑے تک اتار کر
پھینک دیا اور گھوڑوں کو بھی کھول دیا کہ وہ آرام کر لیں
خصوصاً گریگوری کی فوجیوں کو اب یقین ہو گیا تھا کہ اس وقت
لڑائی نہ ہو گی اس لیے کہ اب شام بھی قریب آ گئی تھی جو آرام اور سونے
کے لیے ہی ہوتی ہے کہ اچانک صدائے تکبیر بلند ہوئی عزلی
خیموں نے یک بیک تازہ دم اور جانباز جوانوں کا ایک نیا
لشکر اگل دیا افریقی اور یونانی ان تازہ دم اور پُر جوش
مسلمانوں کی صورت دیکھتے ہی حیرت میں آ گئے اور اس
مضطرب و بدحواس ہو گئے کہ انھیں کچھ سجھائی نہیں دیتا تھا
ان کے خیال میں یہ تائید غیبی تھی اور وہ یہی سمجھ رہے تھے کہ گویا
مسلمانوں کی مدد کے لیے آسمان سے فرشتوں کا فوج اتر پڑی ہے
اور اہل اسلام کے دشمنوں کو ڈھونڈھ رہی ہے غرض کہ گریگوری
کے ہمراہی اسی حیرت و استعجاب ہی میں رہے اور مسلمانوں کے
تازہ دم فوج نے بڑھ کر ان پر ہر طرف وار کرنا شروع کر دیا جو
جس مقام پر تھا وہیں اس طرح قتل کر دیا گیا کہ اسے مقابلہ
کرنے یا اپنی حفاظت کرنے کی جرأت بھی نہ ہو سکی اور عالم حیرت
سے فنا کے گھاٹ اترتے چلے گئے اہل عرب نے تھوڑے ہی عرصے میں
ہزارہا یونانیوں کا صفایا کر دیا اور خود گریگوری کی موت کا تب
تقدیر نے زبیر ابن عوام کے ہاتھوں میں لکھ دی تھی چنانچہ دونوں
جوانمردوں کا سامنا اثنائے جنگ ہی میں ہو گیا زبیر کا حوصلہ پہلے
ہی سے بڑھا ہوا تھا اس کے برخلاف پژمردہ ہو چکا تھا کہ زبیر نے
بڑھ کر ایک بھرپور وار کیا اور وہ بھی فنا کے گھاٹ اتر گیا ـــ
البتہ اس کی ماہ وش پری جمال۔ اور بہادر بیٹی نے اپنی
حفاظت کے لیے بڑی جوانمردی کے ساتھ مقابلہ کیا اور لڑائی
اخیر وقت تک اس کی تلوار بہادروں کے سامنے چمکتی نظر آتی تھی
آخر اسے بھی عربوں نے ہر چہار جانب سے گھیر لیا اور وہی ہوا
اس کی قسمت میں تھا یعنی گرفتاری ہوئی اور لونڈیوں کے بطور
اسلامی خیمے میں باندھ کر بٹھا دی گئی۔

اہل طرابلس اور یونانیوں کی باقی ماندہ فوج کو جب کہیں
پناہ نہ ملی تو عرب کے نیزوں سے بچنے کے لیے میدان جنگ ان
کے لیے اسپر کر دیا اور راہ فرار اختیار کر لی اس لڑائی کا نتیجہ
یہ ہوا۔ مگر ابھی یہ دیکھنا باقی ہے کہ اس ماہ رخ پری جمال د

بقیہ صفحہ ۳۴ پر

جناب فرّدوس فضائی اکبر آبادی

نعت شریف

مریضِ محبّت یہ کچھ دیر کا ہے جُدا اُس سے عمرِ رَواں ہو رہی ہے
نگاہِ کرم یا شہِ ہر دو عالم کہ اب ختم یہ داستاں ہو رہی ہے

یہ غنچوں میں ہے رازِ سربستہ کس کا گل و برگ سے حُسن کس کا عیاں ہے
زباں پر ہے بُلبل کی کس کا یہ نغمہ محمّد کی مدحت بیاں ہو رہی ہے

حوادث کا غم ہے نہ طوفاں کا کھٹکا بھروسہ ہے اُن کی نگاہِ کرم کا
تخیّل کی موجوں میں بس میری کشتی مدینہ کی جانب رَواں ہو رہی ہے

یہ پھُولوں کی پُرکیف رنگیں ادائیں یہ چاند اور تارُوں کی نُوری فضائیں
یہ تعریفِ حسنِ شہِ دوسرا ہے جو ہر اک شے سے عیاں ہو رہی ہے

حبیبِ مُکرّم شفیعِ مُعظّم ہیں زینت فزائے سرِ عرشِ اعظم
یہ کیا شامِ معراجِ محبُوبِ رَب ہے عجب رونقِ دو جہاں ہو رہی ہے

مُحبّت کا ہم نے یہ دستُور دیکھا ہر اک حال میں دل کو مجبُور دیکھا
قریب آ گئے تو انھیں دُور دیکھا نظر سے تجلّی نہاں ہو رہی ہے

فرّدوس پر کرم اِتنا فرمایئے گا کہ اپنی حضوری میں بُلوایئے گا
اسی آرزو میں اسی جستجو میں تمام اُس کی عمرِ رَواں ہو رہی ہے

مولانا حبیب اللہ صاحب بستوی

امام اعظم ابوحنیفہ پر غیر مقلدین کا الزام

اور اس کا جواب

عصر حاضر میں ''غیر تقلیدی'' فتنے نے ایک بار پھر سر اٹھانا شروع کر دیا ہے اور ایک سوچی سمجھی اسکیم و منظم پلان کے تحت اس پروپیگنڈے کا آغاز کر دیا ہے کہ فقہ حنفی کے زیادہ تر مسائل کی بنیاد کتاب وسنت کے بجائے قیاس ورائے پر ہے اس طرح وہ اپنے ناپاک منصوبے کو عوام الناس میں غیر محسوس طریقے سے پروان چڑھاتے کیخاطر فقہ حنفی سے بدظنی و بدگمانی کا برملا اظہار کرتے ہوئے جابجا رسائل ولٹریچر میں امام اعظم پر تنقید برائے تنقیص کرتے ہوئے نظر آرہے ہیں!

میں کہتا ہوں کہ اس قسم کی بازاری افواہ پھیلانے والے اگر فقہ حنفی کے مسائل کا تجزیاتی مطالعہ کرتے اور اس کے قواعد استنباط کی گہرائی میں اتر کر تعمق نظر کے ساتھ غور کرتے اور امام پاک کے اقوال واجتہاد کا دیانت کے ساتھ جائزہ لیتے تو ہرگز ہرگز امام اعظم کے خلاف اس قسم کا رکیک و بے جا اعتراض کرنے کی جرأت نہ کرتے اس لئے کہ امام پاک نے تو خود ہی یہ اعلان فرمایا ہے کہ ہم کتاب وسنت کی موجودگی میں قیاس ورائے کو جائز نہیں سمجھتے۔ نیز فقہ حنفی کے متعدد مسائل بھی ایسے ملتے ہیں جہاں امام نے کتاب وسنت پر عمل کیا قیاس و رائے کو ترک کر دیا۔

امام مالک کے اقوال واستنباط احکام کو دیکھنے کے بعد ہر صائب الرائے یہ بات بخوبی محسوس کر سکتا ہے کہ امام کے خلاف لگائے گئے الزامات کی وجہ اس کے علاوہ اور کچھ نہیں ہو سکتی کہ یا تو معترضین کے نظر ہی میں فی نفسہٖ قصور وکمی واقع ہے یا غیر تقلیدی نظریے کی گروہی عصبیت انھیں امام کی مخالفت بے جا پر مجبور کرتی ہے چنانچہ آج ہی نہیں بلکہ امام صاحب کے زمانہ پاک ہی میں کچھ معاصرانہ چشمک رکھنے والوں نے امام اعظم کو ابھرتے ہوئے دیکھ کر امام باقر رضی اللہ عنہ سے شکایت کی کہ امام اعظم حدیث کے ہوتے ہوئے رائے کی پیروی کرتے ہیں جب کسی موقعہ پر امام باقر رضی اللہ عنہ کی ملاقات امام اعظم سے ہوئی تو آپ نے سنی ہوئی شکایات کا ذکر امام اعظم سے کیا، امام اعظم نے شکایات کی تردید کرتے ہوئے اس طرح سے صفائی پیش کیا'' میں اگر قیاس ورائے کی پیروی کرتا تو حائضہ عورتوں کو ضرور نمازوں کی قضا کا حکم دیتا اس لئے کہ نماز روزہ سے افضل ترین ہے لیکن سنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہونے کی وجہ سے میں نمازوں کی قضا کا حکم نہیں دیتا ہوں، تقضی الصوم ولا تقضی الصلوات ط یعنی حائضہ روزہ کی قضا کرے گی اور نمازوں کی قضا نہ کریگی! (ہدایہ اولین باب الحیض)

اسی طرح سے میں بول وبراز کے خروج پر وجوب وضوء کا حکم دیتا ہوں اور خروج منی پر وجوب غسل کا اگر رائے وقیاس کو مدار حکم قرار دیتا ہوں

ہرگز ہرگز بول و براز کے خروج پر وجوب وضوء کا حکم نہ دیتا اس لئے کہ بول و براز منی سے زیادہ نجس ہے کہ منی کی نجاست میں اختلاف ائمہ ہے اور بول براز کی نجاست متفق علیہ ہے نیز مسئلہ وراثت میں میرا فتوے یہ ہے کہ مرد کو عورت کا دوگنا دیا جائے لقولہ تعالیٰ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثَيَيْنِ یعنی مرد کا حصہ عورت کا دوگنا ہے (سورۂ نساء پ۴) جب کہ عقل و قیاس کی روشنی میں عورت ہی کو دوگنا ملنا چاہیئے اس لئے کہ عورت مرد سے ضعیف و کمزور ہے۔

ثم قال ابوحنیفۃ ایضا لو قلت بالرای لا وجبت الغسل بالبول (ای لانہ نجس متفق علیہ) والوضوء بالمنی (لانہ نجس مختلف فیہ) لا عطیت الذکر فی الارث نصف الانثی لکونھا اضعف منہ ھذا

(مرقاۃ المفاتیح ج۱ ص۲۶۵)

امام اعظم نے فرمایا کہ اگر میں قیاس و رائے سے مسئلہ دین بیان کرتا تو خروج بول پر ضرور غسل واجب کرتا اس لئے کہ یہ متفق علیہ نجس ہے اور منی کے خروج پر وضو واجب کرتا اس لئے کہ مختلف فیہ نجس ہے اور میں مرد کو وراثت میں عورت کا آدھا دیتا اس لئے کہ عورت مرد سے کمزور تر ہے!

امام باقر رضی اللہ عنہ آپ کی اس محققانہ گفتگو سے بے حد متاثر ہوئے اور آپ کی پیشانی مبارک کا بوسہ لے کر دعائیں دیں۔

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ مسئلہ مذکورہ ذیل کے تحت امام اعظم کا قول صریح نقل فرماتے ہیں کہ رمضان المبارک میں جو شخص بھول کر کھا پی لے تو اس پر قضا و کفارہ لازم نہیں!

لو لا ما جاء فی ھذا من الآثار لامرت بالقضاء یعنی اس بارے میں حدیث پاک نہ وارد ہوتی تو میں ضرور قضاء صوم کا حکم دیتا!

اسی طرح سے رکوع و سجود والی نماز میں قہقہہ لگانے کا مسئلہ ہے کہ امام مالک و شافعی و امام احمد رحمہم اللہ علیہم فرماتے ہیں کہ نماز تو فاسد ہو جائیگی لیکن وضو نہیں ٹوٹے گا اس لئے کہ قہقہہ حدث نہیں اگر قہقہہ حدث ہوتا تو خارج صلوٰۃ بھی ناقض وضو ہوتا ــــ جب قہقہہ خارج صلوٰۃ ناقض وضو نہیں تو صلوٰۃ بھی ناقض وضو نہ ہوگا!

قال مالک والشافعی واحمد القھقھۃ لا تنقض الوضوء وھو القیاس!

(کبری شرح منیۃ المصلے ص۱۳۹)

یعنی امام مالک و شافعی و احمد نے فرمایا کہ قہقہہ وضو کا ناقض نہیں ہوتا ہے یہی قیاس بھی ہے۔

امام اعظم فرماتے ہیں کہ قہقہہ سہواً ہو عمداً مفسد صلوٰۃ ہونے کے ساتھ ناقض وضو بھی ہے اس لئے کہ حدیث پاک وارد ہے!

من ضحک منکم قھقھۃ فلیعد الوضوء والصلوٰۃ جمیعا یعنی جو شخص نماز میں قہقہہ لگائے وہ نماز و وضو دونوں کو لوٹائے!

آثار کے مقابل قیاس کو بے اثر قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں!

لو لا ما جاء من الآثار کان القیاس علی ما قال اھل المدینۃ ولکن لا قیاس مع اثر و لا ینبغی الا ان ینقاد للآثار

(کتاب الحج للامام محمد)

یعنی قیاس وہی ہے جو اہل مدینہ نے فرمایا لیکن حدیث کے ہوتے ہوئے قیاس کوئی چیز نہیں اور

صرف حدیث پاک ہی کی پیروی ہونی چاہیئے!
مسح خفین کے مسئلہ میں بہتیرے علماء کرام سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ سے اختلاف رائے رکھتے ہیں جنہیں کبار محدثین بھی شامل ہیں۔ کہ فرماتے ہیں کہ خف اعلیٰ واسفل دونوں حصّوں پر مسح واجب ہے (ترمذی صفحہ ۱۵ ج ۱) (بدایۃ المجتہد ص ۱۵)
یہ حضرات قیاس سے استناد کرتے ہیں کہ خف کے حصّہ زیریں پر گرد و غبار کا زیادہ اثر ہوتا ہے اس لئے حصّہ زیریں پر بھی مسح واجب ہونا چاہیئے!
سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ، فرماتے ہیں صرف حصّہ اعلیٰ پر مسح واجب ہے اس لئے کہ اس مسئلہ میں جتنی بھی حدیثیں آئی ہیں ان سب علی الخفین کا لفظ ہے جو خف کے اوپری حصے کے مسح پر دلالت کرتا ہے، نیز اس میں بھی واضح ترین امام پاک کی تائید میں حضرت علی رضی اللہ عنہ، کی روایت کردہ حدیث ہے ـــــ لوکان الدین بالرای لکان اسفل الخف اولیٰ بالمسح من اعلاہ و قد رایت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یمسح علے ظاہر خفیہ!
ابو داؤد، ترمذی، مشکوٰۃ المصابیح)
یعنی اگر مسئلہ دین رائے سے ہوتا تو موزہ کے اوپر مسح کے بالمقابل نیچے ہی مسح کرنا بہتر ہوتا لیکن میں نے رسالتمآب صلے اللہ علیہ وسلم کو موزہ کے اوپر ہی مسح کرتے دیکھا!
ان واضح بیانات کے باوجود بھی دیگر ائمہ مذاہب نے قیاس سے استدلال کرتے ہوئے حصّہ اعلیٰ کے ساتھ اسفل پر بھی مسح واجب قرار دیا! امام اعظم نے حدیث پاک کی وجہ سے قیاس ورائے سے حد درجہ دوری اختیار کی اور فرمایا کہ موزہ

کے صرف حصہ اعلیٰ ہی پر مسح واجب ہے اسفل پر نہیں، نہ بحیثیت وجوب، نہ بحیثیت استحباب!
والمسح علے ظاہرہما ای اعلاہما دون باطنہما ای اسفلہما۔
(کبیری شرح منیۃ المصلے ص۱۰۱ باب المسح علی الخفین)
یعنی موزہ پر مسح صرف حصّہ اعلیٰ ہی پر واجب ہے نہ کہ اسفل پر۔
ان مذکورہ واضح اقوال کے دیکھنے کے بعد قارئین پر اتباع رائے کے الزام کا پردہ چاک ہو جاتا ہے اور یہ حقیقت کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ امام اعظم کا دامن تقدس اس ناپاک الزام سے پاک ہی نہیں پاک تر ہے یہ کوئی لاف وگزاف نہیں بلکہ ایک مسلّم حقیقت ہے جس کو کبھی بھی جھٹلایا نہیں جا سکتا اس موقعہ پر اس کا قلمبند کرنا ازبس ضروری ہے کہ استنباط مسائل واستخراج احکام میں جتنی احتیاط کی راہ امام اعظم نے اختیار کی ائمہ مذاہب میں سے کسی کی اس تک رسائی نہیں!
کان الامام ابوحنیفۃ من اورع الناس واکثرھم احتیاطاً فی الدین وابعدھم بالرائی فی دین اللہ عزوجل۔ (الشامی ص۴۶ ج اول)
یعنی امام اعظم کی بہت بڑے متقی عابد شب زندہ دار بزرگ و برتر مسئلہ دین میں حد درجہ محتاط اتباع رائے محض سے گریز کرنے والے تھے!
نیز امام اعظم کی نگاہ دوربیں نے جن غامض اسباب وعلل کو پیش نظر رکھ احکام کا استخراج فرمایا ہے ہر کس وناکس کا کام نہیں اس لئے کہ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ، کو خدا کی بارگاہ سے نہ صرف نصوص ظاہر کی بصیرت بلکہ اس کا باطنی عرفان بھی حاصل تھا خدائے تعالیٰ نے انہیں ظاہری نظر کے ساتھ

باطن نگاہی کی قوت بھی عطا فرمائی تھی علامہ شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے میزان الشریعۃ الکبریٰ میں لکھا ہے!

کان ابوحنیفۃ اذا رای ماء المیضأۃ یعرف سائر الذنوب اللتی فیہ (حاشیہ شرح الوقایہ فی البحث ماء المستعمل)

یعنی امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ، وضوء کے ماءمستعمل کو دیکھ کر متوضی کے بدن سے جھڑے ہوئے تمام گناہوں کو پہچان لیتے ہیں

کیونکہ حدیث پاک میں ہے کہ جب مسلمان وضو کرتا ہے تو اس کے بدن کے گناہ جھڑ جاتے ہیں!

اذا توضاء العبد المسلم او المومن فغسل وجہہ خرج من وجہہ کل خطیئۃ نظر الیہا بعینہ مع الماء او مع آخر قطر الماء فاذا غسل یدیہ خرج من یدیہ کل خطیئۃ کان بطشتہا یداہ مع الماء او مع آخر قطر الماء حتی یخرج نقیا من الذنوب رواہ المسلم (مشکوٰۃ المصابیح ص۳۸ باب الطہارت)

جب مسلمان وضو کے ارادہ سے چہرہ دھلا تو اس کے چہرے کے سارے وہ گناہ جھڑ گئے جس کی طرف اس نے دیکھا پانی کے آخری قطرہ کے ساتھ اور جب ہاتھ دھلا تو اس کے ہاتھ کے سارے گناہ پانی کے آخری قطرہ کے ساتھ نکل گئے، اپنے ہاتھ سے پکڑا یہاں تک کہ وہ گناہوں سے پاک و صاف ہو جاتا ہے۔

اسی دور کے مشاہیر علماء کرام نے جنہیں علم کا آفتاب و ماہتاب کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا!

امام اعظم کے تفوق علم کو تسلیم کرتے ہوئے ان کی بارگاہ عالیہ میں اسطرح خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے نظر آتے ہیں یہ بلند رتبہ آپ ہی کا حصہ ہے کسی اور کی اس تک رسائی نہیں!

امام اجل سفیان ثوری نے فرمایا کہ اے امام اعظم آپ پر تو وہ علم کھلتا ہے جس سے ہم سب غافل ہوتے ہیں اور فرمایا کہ ابوحنیفہ کا خلاف کرنے والا اس کا محتاج ہوتا ہے کہ ان سے مرتبہ میں بڑا اور علم میں زیادہ ہو اور ایسا ہونا مشکل ہے! (الاجلی الاعلام)

معلوم ہوا کہ امام اعظم نے کہیں بھی کتاب و سنت کے بالمقابل رائے و قیاس کو ترجیح نہیں دی۔ ہاں اتنی بات ضرور ہے کہ جب احادیث میں اختلاف نظر آیا، اور دونوں حدیثیں ایک ہی درجہ کی ہیں تو قیاس کی مدد سے کسی ایک حدیث کو ترجیح دی یعنی قیاس کے ذریعہ حدیث پر عمل کیا نہ کہ قیاس پر! اس کی وجہ سے ترک حدیث کا الزام دینا کسی طرح بھی مناسب نہیں البتہ یہ بات ضرور ہے کہ امام اعظم نے مسائل کے استنباط کرنے میں کتاب اللہ، سنت رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی کما حقہٗ پیروی کی ہے! ابن تیمیہ وغیرہ (غیر مقلدوں کے امام مطلق) کیطرح کتاب اللہ و احادیث نبوی سے مخول نہیں کیا ہے!

محرم کا شمارہ

محرم کا شمارہ اکابر ملت نمبر اور حسین نمبر پر مشتمل ہوگا جس میں پچاس سے زائد علماء و مشائخ کی سوانح حیات ہوگی اور کربلا کی مکمل تاریخ ہوگی حضرت مولانا ضیا جالوی حضرت مولانا نسیم بستوی، حضرت مولانا اسلم بستوی، حضرت علامہ نظامی کی دعوت پر رمضان المبارک میں الہ آباد تشریف لا رہے ہیں۔ تاکہ اکابر ملت نمبر کی ترتیب و تزئین کا کام مکمل ہو سکے۔ تاخیر زیادہ ہو رہی تھی اس لئے اکابر ملت نمبر کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے۔

محرم میں پہلے حصے کی اشاعت ہو جائے گی صفحات اور قیمت کا اعلان اگلے شمارہ میں کیا جائیگا۔

منیجر ماہنامہ پاسبان الہ آباد

حضرت علامہ مفتی شفیق احمد شریفی پرنسپل دار العلوم غریب نواز

بابِ الاستفتا

سوال۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسئلہ ذیل میں کہ زید نے ایک ہندو سے قرض لیا تھا مگر اب وہ ہندو مر چکا ہے اور اس کا کوئی وارث بھی موجود نہیں ہے۔ زید اس قرض سے سبکدوش ہونا چاہتا ہے اس کی کیا صورت ہے۔ محی الدین خان بلرام پور

جواب۔ جو شخص مر جائے اور کوئی وارث نہ چھوڑے اور نہ کسی کے نام وصیت کی ہو تو اس کے مال کا مستحق بیت المال ہے اور بیت المال کے ایسے مال کے مستحق جمہور کے مذہب پر بیت المال سے وہ عاجزین ہیں کہ ان کے کھانے پینے، کفن دفن وغیرہ میں خرچ کیا جائے گا۔ اور یہ حکم جس طرح مال مسلمین کیلئے ہے یونہی مال کافر کیلئے بھی عالمگیری میں ہے۔

من مات من اهل الذمة ولا وارث له لبیت المال لکن انی الاخبیار شرح المختار لہذا صورت مسئولہ میں زید وہ مال فقراء کو دے دیا جائے اس نیت سے نہیں کہ اس صدقہ کا ثواب اس کافر کو پہونچے کہ کافر تو بالکل ثواب کا اہل ہی نہیں۔ بلکہ اس وجہ سے کہ وہ کافر مر گیا اور موت مزیل ملک ہے تو اب وہ اس کا مالک نہ رہا بلکہ حق بیت المال ہوا تو فقراء کو بذریعہ استحقاق مذکور دیا جاتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سوال۔ زید کے پاس ایک مسلمان نے باغ اور زمین گرو رکھا چند دنوں کے بعد ایک حادثہ میں گرو رکھنے والا مسلمان اپنے تمام اہل وعیال کے ساتھ مر گیا اب زید سے اس باغ اور زمین کا واپس لینے والا کوئی نہ رہا اور وہ باغ اور زمین زید ہی کے پاس ہے زید اس باغ اور زمین کی آمدنی سے حج وخیرات کرنا چاہتا ہے کیا یہ جائز ہے۔ مشتاق احمد زمین لوہر پور ضلع گورکھپور

جواب۔ صورت مسئولہ میں اگر وہ باغ اور زمین کے روپئے سے زائد ہو جو اس نے راہن کو دیا تھا جیسا کہ اکثر اشیاء مرہونہ ہوا ہی کرتا ہے تو زید اس سب کا مالک نہیں ہو سکتا صرف اپنے روپئے کے برابر لے سکتا ہے باقی فقراء مسلمین کو دیا جائیگا جب کہ واقع میں مالک کا کوئی وارث نہ رہا ہو لہذا جس قدر اس کا حصہ ہے حج وخیرات کر سکتا ہے اور اگر باغ وزمین کی ملکیت اس کے روپئے سے کم یا برابر ہو تو اس سب کو اپنے قرض میں لے سکتا ہے علی ما القول علی الفتوی لعلیہ فی رد المحتار ان فی زماننا اخذ حقه من خلاف جنسه اور اس وقت اس کا حج وتصدق کا جواز ظاہر ہے (واللہ تعالیٰ اعلم)

سوال۔ بعض حضرات بات بات پر قرآن پاک کی قسمیں کھاتے رہتے ہیں زید کہتا ہے جھوٹی قسم کھانا عظیم گناہ ہے کیا زید کا کہنا صحیح ہے!

جواب۔ جھوٹی بات پر قرآن عظیم کی قسمیں کھانا یا اٹھانا سخت گناہ کبیرہ ہے۔ اور سچی بات پر قرآن کریم کی قسم کھانے میں حرج نہیں اور اگر ضرورت ہو تو اٹھا بھی سکتا ہے مگر اس سے قسم بہت سخت ہو جاتا ہے بلا ضرورت خاصہ ایسا ہرگز ہرگز نہ کرنا چاہیئے زید کا کہنا بالکل صحیح ہے واللہ تعالیٰ اعلم

سوال۔ میری زوجہ فوت ہو چکی ہے اور میرے سالے نعیم خان نے میرے اوپر مہر کا دعویٰ کر دیا ہے اور اپنے دعوے میں یہ تحریر کیا ہے کہ میری بہن نے مہر جو دو ہزار روپیہ ہے مجھ سے فروخت کیا ہے اور مقدمہ مہر کچہری جا چکا ہے مہر کا فروخت کرنا جائز ہے یا نہیں اور سالے کو دعویٰ کرنے کا حق ہے یا نہیں۔

جواب۔ مہر بھی اور قرضوں کی طرح ایک قرض ہے اور قرض کی بیع غیر مدیون کے ہاتھ باطل ہے۔ لہذا اس بنا پر مدعی کو دعویٰ کا حق بالکل نہیں۔ ہاں اگر اس کو اپنی بہن کے ترکہ سے حصہ پہنچتا ہو تو اپنے حصے کا دعویٰ کرے وہ جدا بات ہے اشباہ والنظائر میں ہے بیع الدین لا یجوز ولو باعه من المدیون او وهبه جاز فتاوی رضویہ صفحہ ۳۷ (واللہ تعالیٰ اعلم)

مولانا عبدالمبین نعمانی

قرآنی تعلیم کے فضائل

آج کل دیگر دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ، قرآن پاک کی تعلیم سے بھی مسلمان دور بھاگتے جا رہے ہیں، لوگ اپنے بچوں کو دنیاوی تعلیم دلانے کا تو بہت شوق رکھتے ہیں اور خوب دل کھول کر اس پر خرچ کرتے ہیں۔ مگر قرآن پاک جو خدا کی نازل کردہ کتاب ہے جس کا پڑھنا عبادت اور عمل کرنا موجب سعادت و نجات ہے۔ اس لئے مسلمانوں میں قرآنی تعلیمات کا شوق دلانے کیلئے ذیل میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال وارشادات پیش کئے جاتے ہیں امید کہ مسلمان اپنے آقا کے ان بیش قیمت فرمودات کو پڑھ کر اور سن کر اپنی گردن جھکائیں گے اور علم کیلئے تیار ہو جائیں گے!

(۱) ہمارے آقا و مولیٰ حضور نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔ خیرکم من تعلم القرآن وعلمہ یعنی تم میں بہترین شخص ہے جس نے قرآن کی تعلیم حاصل کی اور دوسروں کو اس کی تعلیم دی۔ (بخاری)

(۲) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا — جو قرآن پڑھنے میں ماہر ہے وہ تو کراماً کاتبین کے ساتھ ہے اور جو شخص رک رک کر قرآن پڑھتا ہے اور وہ اس پر مشکل ہے (یعنی زبان آسانی سے نہیں چلتی) اس کے لئے دوگنا ثواب ہے ابوداؤد شریف ۱/۲۰۶

(۳) حضور نے فرمایا جس کے سینے میں کچھ بھی قرآن نہیں وہ ویران اور اجاڑ مکان کے مثل ہے۔ (ترمذی شریف) ۲/۱۱۵

(۴) حضور نے ارشاد فرمایا جو شخص قرآن کا ایک حرف پڑھیگا اس کو ایک ایسی نیکی ملے گی جو دس نیکیوں کے برابر ہوگی میں یہ نہیں کہتا ہوں کہ الٓمٓ ایک حرف ہے بلکہ الف ایک حرف ہے اور لام دوسرا حرف ہے اور میم تیسرا حرف ہے۔ یعنی جس نے صرف الٓمٓ پڑھ لیا تو اس کی تیس نیکیاں ملیں گی اس طرح پورے قرآن کے ثواب کا اندازہ لگا لینا چاہیئے۔

(۵) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میری امت کے سب سے افضل عبادت قرآن کا پڑھنا ہے (احیاء العلوم ۱/۲۸۰ والاتقان للسیوطی ۱/۱۰۴)

(۶) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے — حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا — بلا شبہ اللہ عزوجل نے آسمان و زمین کو پیدا کرنے سے ایک ہزار سال پہلے سورۂ طٰہٰ و یٰسین پڑھی جب فرشتوں نے سنا تو انھوں نے کہا اس امت کو خوشخبری ہو جس پر یہ قرآن نازل ہوگا اور ان سینوں کیلئے خیر خوبی ہو جو اپنے اندر اسے محفوظ کریں گے اور ان زبانوں کے لئے بشارت ہو جن سے قرآن پڑھا جائیگا (احیاء العلوم ۱/۲۸۰)

(۷) حضرت معاذ جہنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو قرآن پڑھے گا اور اس کے مطابق عمل کرے گا قیامت کے دن اس کے والدین کو ایک ایسا تاج پہنایا جائیگا جس کی روشنی سورج کی روشنی سے بھی بہتر ہوگی اگر وہ سورج دنیا کے گھروں میں اتر آئے۔ پھر تمہارا کیا خیال ہے اس شخص کے بارے میں جس نے خود قرآن پڑھ کر اس کے مطابق عمل کیا ہو (ترغیب ترہیب منذری ۳/۱۹۶ ابوداؤد حاکم وغیرہ)

یعنی جب اس کے والد کو اس قدر نوازا جائیگا تو خود قرآن پڑھنے والے پر جو نوازشیں ہوگی ان کا کون اندازہ لگا سکتا ہے —!

(۸) ایک دوسری روایت میں ہے کہ جو قرآن پڑھیگا اور اس کی تعلیم حاصل کرے گا اور اس کے مطابق عمل کرے گا تو اس کے والدین کو قیامت کے دن نور کا تاج پہنایا جائیگا جس کی روشنی آفتاب کے مثل ہوگی اور اس کے والدین کو دو ایسے جوڑے پہنائے

جائینگے جن کی قیمت پوری دنیا نہ ہو سکے گی۔ تو وہ دونوں کہیں گے ہمیں یہ کیوں پہنایا گیا ہے تو کہا جائے گا کہ تمہارے لڑکے کے قرآن پڑھنے کی وجہ سے تم کو یہ اعزاز بخشا گیا ہے۔

(۹) حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس نے قرآن پڑھا اور اس کو یاد کیا پھر اس کے حلال کو حلال سمجھا اور اس کے حرام کو حرام جانا اللہ تعالیٰ اس کو اس کی وجہ سے جنت میں داخل فرمائے گا اور اس کی شفاعت اس کے گھر کے ایسے دس افراد کے حق قبول کرے گا جن کیلئے جہنم لازم ہو گئی تھی (ترغیب ۲/۱۰۲)

(۱۰) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم قرآن حفظ کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ اس دل کو جہنم کا عذاب نہ دے گا جس نے قرآن حفظ کیا ہو (شرح السنۃ ص ۴۳۶ از محی السنۃ بغوی)

(۱۱) ایک حدیث میں فرمایا گیا۔ قرآن کے حفاظ اللہ تعالیٰ کے دوست ہیں جو ان سے دشمنی کرے گا وہ گویا اللہ سے دشمنی کرے گا اور جو ان سے دوستی کرے گا وہ گویا اللہ سے دوستی کرے گا (کنز العمال ۱/۱۳۹) بحوالہ فضائل قرآن ۸۰)

(۱۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ نے فرمایا۔ جو قوم بھی کتاب اللہ کی تلاوت کرنے اور اس کو باہمی پڑھنے پڑھانے کیلئے اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر میں جمع ہوتی ان پر سکینت نازل ہوتی ہے اور ان کو اللہ کی رحمت ڈھانپ لیتی ہے اور فرشتے انھیں گھیر لیتے ہیں اور خدا تعالیٰ اپنے قریب والوں یعنی فرشتوں میں ان کا ذکر فرماتا ہے (مسلم ابو داؤد)

اس حدیث شریف میں طلباء، اساتذہ، مکاتب، مدارس اور وہ مساجد جن میں قرآن پڑھا پڑھایا ان سب کی ایک عظیم فضیلت بیان کی گئی ہے۔

(۱۳) حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم قرآن سے تعلق باقی رکھو اور اس کو بار بار دہراتے رہو اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، یقیناً قرآن پیروں میں بندھن لگے اونٹوں سے تیز ہے بھاگنے میں (بخاری و مسلم)

(۱۴) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ فرمایا۔ میرے سامنے میری امت کے اجر و ثواب پیش کئے گئے۔ یہانتک کہ وہ تنکا بھی جسے آدمی مسجد سے نکال پھینکتا ہے (وہ بھی ثواب کی شکل میں پیش کیا گیا) اور میری امت کے گناہ پیش کئے گئے تو میں نے سب سے بڑا یہ گناہ دیکھا کہ قرآن کی کوئی سورت یا آیت کسی کو دی گئی (اس کو یاد کیا) پھر وہ اسے بھول گیا (ترمذی ۲/۱۱۵)

ان احادیث کریمہ کی روشنی میں مسلمانوں کو قرآن کی اہمیت محسوس کرنی چاہئے کہ ہر مسلمان اس کی تعلیم سے خود بھی آراستہ ہو اور بچوں کو بھی آراستہ کرے، اور یہ کہ برابر قرآن پڑھتے رہنا چاہئے اور بچوں کو تاکید کرنی چاہئے کہ وہ قرآن سیکھ کر رکھ نہ دیں بلکہ اس کا برابر دور کرتے رہیں، قرآن پڑھنے کا بہترین وقت صبح کا وقت ہے اور ظہر کے بعد جس کیلئے جو وقت آسان ہو معمول بنائے یا پھر ان کے علاوہ جس وقت میسر ہو اور جس قدر ہو سکے ایک پارہ یا نصف پارہ یا ایک پاؤ کم از کم روزانہ پڑھے۔ پھر اس کی برکتیں دیکھے۔

بقیہ فتح طرابلس

یعنی گریگوری کی بیٹی کے ساتھ کیا سلوک کیا گیا جب قیدی اور تمام سامان مدینہ منورہ میں پہنچے تو حسب فرمان امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام ارکین اسلام اور قدمائے مہاجرین اور انصار مسجد نبوی میں جمع ہوئے اس عظیم الشان جلسہ میں زبیر ابن عوام کی جرأت سپہ گری شجاعت و جوانمردی ہمت و حکمت عملی کے کارناموں پر ایک طویل اور پر جوش خطبہ پڑھا گیا۔

اور اسی مجمع میں حسب وعدہ انعام ایک لاکھ دیا اور اور حور وش پری رو شہزادی جو جرأت، شجاعت، حسن و جمال علم و فضل میں اپنی نظیر نہ رکھتی تھی حضرت زبیر ابن عوام کی نذر کیگئی

دو غزلیں

جناب فنا نظامی کانپوری

وہ خانماں خراب نہ کیوں دربدر پھرے
جس سے تری نگاہ لے یا نظر پھرے

ترک وطن کے بعد ہی قدر وطن ہوئی
برسوں مری نگاہ میں دیوار و در پھرے

ساقی کو سکھاتے ہیں آداب میکشی
ملتے ہیں میکدے میں کچھ ایسے بھی سر پھرے

چاہے فریب ہو مگر ایسا جواب دے
مجھ کو تلاش کرتا ہوا نامہ بر پھرے

میں اپنا رقص تجھے بھی دکھاؤں گا
اے گردش زمانہ مرے دن اگر پھرے

رہ جائے چند روز جو بیمار غم کے پاس
خود اپنا دل دبائے ہوئے چارہ گر پھرے

قیدِ حیات بھی تھی نہ سہی فنا
راہِ فرار مل نہ سکی عمر بھر پھرے

جناب نشور واحدی

طرز تغافل ہے یہ حسن عنایت ہے
وہ شکوہ نہیں سنتے آہوں کی اجازت ہے

سینے میں اگر تیری اک غم کی امانت ہے
مرنا بھی قیامت ہے جینا بھی قیامت ہے

ہم ان کو بلائیں کیوں اچھا ہے خفا ہیں وہ
آئیں تو قیامت ہے جائیں تو قیامت ہے

رگ رگ میں محبت کی کم کم ہے لہو لیکن
دل اب بھی دھڑکتا ہے دیوانہ سلامت ہے

رکھتے تھے جنھیں برسوں بیتاب نگاہوں میں
وہ بھول گئے مجھ کو دنیا کی یہ عادت ہے

اے رہبر منزل جو تو اپنا ٹھکانہ کر
میرے لئے کیا مشکل میخانہ سلامت ہے

بالائے شرائط ہیں یہ عشق جفا پیشہ
آنسو بھی روایت ہے گیسو بھی روایت ہے

نقاد سے دلبر سے احباب سے دنیا سے
شاعر کو نشور آخر کس کس سے شکایت ہے

مولانا مطیع الرحمٰن صاحب مضطر

عدالتِ فاروقی

خلیفۂ دوم مسندِ خلافت پر فائز ہیں۔ سہ پہر کا وقت ہے مسجدِ نبوی میں عدالتِ فاروقی کا اسٹیج سجا ہوا ہے لوگ آتے ہیں اور شریعتِ مطہرہ کی روشنی میں صحیح داد پاتے ہیں۔ امیر المومنین جانبین سے بیان لے رہے ہیں اور حقیقت کی کسوٹی پر چڑھ کر عدل وانصاف کے ساتھ فیصلہ سنا رہے ہیں اگر السارق والسارقۃ فاقطعوا ایدیہما کی روشنی میں چوروں کے ہاتھوں کو کاٹا جاتا ہے تو الزانیۃ والزانی فاجلدوا کل واحد منہما کی روشنی میں بے شادی شدہ زناکاروں کو درّے بھی لگائے جاتے ہیں اور نکاح کردہ زانیوں کو سنگسار کیا جاتا ہے اور خون کا بدلہ خون سے لیا جاتا ہے —

اب بزمِ فاروقی برخواست ہونے والی ہے اور آج کا اجلاس ختم ہونے والا ہے کہ دو اشخاص ایک خوبرو نوجوان کو پکڑے ہوئے حاضر ہوتے ہیں خلیفۂ اسلام کی نگاہِ عدل ان لوگوں کی جانب اٹھتی ہے اگر لانے والے کے دل باپ کے فراق میں چور ہیں اور آنکھوں سے اشک ٹپکتے ہیں تو آنے والے کا قلب بھی خشیتِ الٰہی سے گھائل ہے اور چشم سے شرمندگی وانفعال کے قطرے گویا ع

دونوں طرف ہے آگ برابر لگی ہوئی

خلیفۂ اسلام استفسار فرماتے ہیں کیوں بھائی تم لوگ اسے کیوں پکڑ کر لاتے ہو؟ اس نے کیا جرم کیا ہے۔ جواب ملتا ہے — یا امیر المومنین! اللہ ہمارا انصاف فرمائیے اے خلیفۂ برحق! اس نے ہمارے باپ کا خون کیا ہے یہ سننا تھا کہ خلیفۂ برحق کا دل غم سے زخمی ہوگیا کلیجہ ابل کر منہ کو آنے لگا اور دل پھٹنے لگا کہ یا خدا ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا قاتل؟ وہ بھی کمزور بوڑھے کا —

کیا واقعی تم نے خون کیا ہے خلیفۂ اسلام نے استفسار فرمایا۔ مجرم اپنی نادانی پر خجالت وشرمندگی سے پانی پانی ہو رہا ہے اور پسینہ میں ڈوبا جا رہا ہے نگاہیں نیچی کیے عرض کرتا ہے جی حضور! واقعی میں نے قتل کیا ہے — لیکن اس کے آگے وہ کچھ نہ کہہ سکا۔

لیکن کیا —؟

خلیفۂ اسلام نے سکوت کو توڑتے ہوئے دریافت فرمایا — حضور میں نے قتل کا قصد نہیں کیا تھا اس نیک بخت بوڑھے کی باتوں پر دفعتاً غصہ آگیا اور ایک پتھر اٹھا کر اس کے سر پر پٹک دیا آہ وہ نیک بخت داعیٔ اجل کو لبیک کہہ گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مجرم نے خوفِ الٰہی سے کانپتے ہوئے جواب دیا حضور مجھ سے واقعی بہت بڑی غلطی ہوگئی ہے جو کسی طرح بھی معاف کیے جانے کے لائق نہیں۔

جب تم خود ہی اقرارِ جرم کرتے ہو تو شریعتِ مطہرہ کی روشنی میں تم پر قصاص لازم آتا ہے تمہیں اپنی جان دینا ہوگی خلیفۂ اسلام نے فرمایا!

حضور! مجھے کیا عذر ہو سکتا ہے؟ شریعتِ مطہرہ اور امیر المومنین کے حکم کے سامنے میری گردن خم ہے۔ مجرم نے کہا اب اس وقت اس کے دل میں اس عزیز بھائی کی یاد آتی ہے جس کے لیے والد مرحوم سونا چھوڑ گئے ہیں دل تڑپ اٹھتا ہے۔ وہ سوچتے ہیں اگر آج اس سونے کو میں نے اس عزیز بھائی کے حوالے نہ کیا۔ جو ابھی نابالغ ہے تو کل قیامت کے دن یقیناً اس کا مواخذہ مجھ سے کیا جائیگا۔ یہ غم دل کو گھائل کر رہا ہے اور پریشانی دامنگیر ہے۔ حسرت بھری نگاہوں سے چاروں طرف دیکھتا ہے اور سارے صحابۂ کرام کا منہ تک رہا ہے اس کی نگاہیں کسی ضامن کو تلاش کر رہی ہیں کاش! کوئی ضامن ہو جائے اور میں وہ سونا عزیز برادر کے سپرد کرکے اپنے مامون جان کے سپرد کر آؤں۔

وقت پورا ہو چکا ہے حیات بلائیں لے کر رخصت ہو رہی ہے اور موت قدم چومتی ہوئی آرہی ہے کہ ایک مقتدر صحابی حضرت ابو ذر غفاری کھڑے ہو جاتے ہیں اور دست بستہ کچھ عرض کرنا چاہتے ہیں سارے صحابۂ کرام کی نگاہیں اس کی طرف اٹھ جاتی ہیں تمام حاضرین مجلس یکسو ہو کر حضرت ابو ذر کیجانب اٹھائے ہوئے ہیں۔

اجازت مرحمت ہوتی ہے عرض کرتے ہیں — یا امیر المومنین! مجرم کو تین دن کی مہلت دے دی جائے۔ میں اس کا ضامن بنتا ہوں چوتھے دن حاضر ہو جائے گا!

سب صحابۂ کرام حیرت و استعجاب سے حضرت ابو ذر کا منہ تک رہے ہیں کہ ایک اجنبی کی ضمانت وہ بھی جرم قتل حضرت ابو ذر کے چہرے پر اطمینان کے آثار نمایاں ہیں۔ ہاں ہاں! اجنبی کی ضمانت اور جرم قتل! ضمانت منظور کر لی جاتی ہے اور آج کی مجلس برخواست ہوتی ہے —

(۲)

آج چوتھا دن ہے چار بج رہے ہیں۔ کورٹ (دار العدل، مسجد نبوی) میں منصف (خلیفۂ اسلام) اپنی کرسی عدالت سنبھالے باری باری طرفین سے بیان لے رہے ہیں اور حق و باطل کا امتیاز کر کے فیصلے فرما رہے ہیں صحابۂ کرام غول کے غول ذوق در ذوق آ کر جمع ہو رہے ہیں آج ابو ذر کے مقدمہ کا فیصلہ ہوگا مدعیان حاضر ہیں اور حضرت ابو ذر بھی تشریف فرما ہیں اب وقت آخر ہو چکا ہے مگر ابتک مجرم حاضر نہیں ہوا قاتل کا انتظار کیا جا رہا ہے۔ حاضرین کی تشویش بڑھتی جا رہی ہے اگر مجرم نہ آیا تو ابو ذر کو جان دینا ہوگی! مگر حضرت ابو ذر مطلقاً غمگین نہیں۔ ان کے چہرے پر مسکراہٹ ہے ایک مسلمان بھائی کی خاطر جان دینا بھی خوش قسمتی ہے۔ نہ بیوی کے بیوہ ہو جانے کا غم ہے۔ نہ بچوں کے یتیم ہو جانے کی پرواہ — شاید اسی میں اپنی فلاح سمجھتے ہیں — لیکن چاہنے والوں کے دل غم سے پھٹے جا رہے ہیں آنکھوں سے اشکوں کی نہریں جاری ہیں اور سب کے سب مضطرب و پریشان ہیں بے چین ہو ہو کر بار بار لڑکے مجرم کی راہ دیکھ رہے ہیں بار بار نگاہیں ناکام و نامراد ہی پلٹ آتی ہیں اتنے میں ایک شخص کی نگاہ ایک سرپٹ دوڑتے ہوئے آدمی پر پڑی وہ ہانپتا کانپتا بھاگا ہوا ادھر ہی آرہا ہے اوہ — وہ ہی مجرم ہے لیے بھی دیر ہو گئی ہے اور وہ بھی بہت پریشان ہے کہ بہت تاخیر ہو گئی ہے مبادا حضرت ابو ذر سے باز پرس ہو وہ پسینے سے نہا گیا ہے دوڑتے دوڑتے اس کی سانس پھول گئی ہے۔

اب بے چین دلوں کو چین اور بے قرار آنکھوں کو قرار مل گیا ہے — وہ آتے ہی آداب بجا لاتا ہے اور عرض کرتا ہے۔ امیر المومنین میں اپنے وعدے کے مطابق حاضر ہو گیا ہوں مگر مجھے آنے میں بہت تاخیر ہو گئی ہے۔ لہٰذا بہت جلد جلاد کو حکم دیجئے کہ وہ اپنا کام کرے۔

(۳)

مگر اب تو نقشہ ہی بدل کر رہ گیا۔ نسیم خوشگوار کے نکہت بیز جھونکے فصل بہار کی آمد و قدم کا مژدۂ جانفزا سناتے تھے چمن کا ایک ایک پتہ پیکر محبت و مسرت بن کر مسکرانے لگا۔ مقدمہ دائر کرنے والے داد خواہ عدالت فاروقی میں دست بستہ عرض کرتے کرتے ہیں اور آنکھوں سے اشک کے لاتعداد قطرے ٹپک رہے ہیں یہ کہا نہیں جا سکتا کہ یہ آنسو خوشی کے تھے۔ یا غم کے۔
سید المسلمین اب ہم اپنا حق معاف کرتے ہیں اور اسے بخش دیتے ہیں اب ہم نہ قصاص لیں گے اور نہ ہی اب ہمیں ان سے کچھ بغض و عناد ہے مجلس میں صدائے واہ واہ گونجتی ہے اور سبھوں کے چہرے پر شادمانی کی برقی لہر دوڑ جاتی ہے۔
بتاؤ! سچ سچ بتاؤ! کس چیز نے تمہیں ایک اجنبی قاتل کی ضمانت لینے پر مجبور کیا تھا جو تم نے اس کی ضمانت لی تھی کیا ضروری تھا کہ وہ واپس ہی آجاتا۔
خلیفۂ اسلام نے حضرت ابو ذر سے دریافت فرمایا حضور جس وقت اس نے مجمع میں ایک حسرت بھری نگاہ ڈالی تھی کہ کاش کوئی ضامن ہو جائے تو میرے ضمیر نے مجھے ملامت کی کہ اگر تو اس کی ضمانت نہ لیتا تو کل دنیا مسلمانوں کا مذاق اڑائے گی اور کہے گی کہ مسلمان گردن کے عوض تو گردن دے سکتا ہے مگر کسی ارمان بھرے

دل کی آرزو پوری ہونے کے واسطے تین دن کی بھی ضمانت نہیں لے سکتا۔ کہ وہ جائے اور اپنی امید کو پوری کر کے چلا آئے۔ حضرت حضرت ابو ذر نے وجہ ضمانت بتاتے ہوئے کہا۔

میاں مجرم! تم کیوں آگے اٹھے نہ تو تمہیں کوئی جانتا تھا نہ پہچانتا تھا یہ کیا ضروری تھا کہ مدعیان تمہیں معاف کر دیتے اور تمہاری جان بچ جاتی؟ — خلیفۂ اسلام نے مجرم سے مخاطب ہو کر استفسار فرمایا۔ — حضرت میرے ذہن میں یہ بات تھی کہ اے مجرم اگر تو آج اپنی جان کے خوف سے عدالت میں حاضر نہیں ہوتا ہے تو کل ساری دنیا مسلمانوں کا مزاق اڑائے گی اور یہ کہنے میں حق بجانب ہوگی کہ ایک مسلمان کسی اجنبی قاتل کی ضمانت تو لے سکتا ہے مگر ایفائے وعدہ نہیں کر سکتا بس حضور اسی خیال نے مجھے آنے پر مجبور کر دیا مجرم نے ہچکچاہٹ کے ساتھ جواب دیا

— بیشک حضور خدا کی قسم ہم نے بھی سوچ کر اسے معاف کر دیا کہ اگر آج ہم اسے معاف نہیں کرتے ہیں تو کل یقیناً پوری دنیا۔ اسلام کا مزاق اڑائے گی اور یہ کہے گی کہ ایک مسلمان اپنی جان کی پرواہ نہ کرتے ہوئے ایک اجنبی قاتل کی ضمانت تو لے سکتا ہے اور اپنی گردن دینے کے لئے ایفائے عہد تو کر سکتا ہے مگر کسی خطاکار مجرم کے جرم کو معاف نہیں کر سکتا۔ بس یہی وجہ تھی کہ ہم انھیں معاف کرنے پر مجبور ہو گئے، دونوں مدعی یک زبان ہو کر برجستہ کہہ اٹھے۔

(جاری)

اب کیا تھا آنکھوں سے اشک کے موتی شبنمی قطروں کی طرح ٹپ ٹپ کر عارضِ رخسار پر بہہ رہے تھے مدعیانِ مجرم اور رضامن ہنس ہنس کر ایک دوسرے سے گلے مل رہے تھے۔

دارالعلوم حنفیہ سنیہ کا تیرھواں جشن دستار فضیلت

محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ صاحب مبارکپور خطیب اہلسنت حضرت علامہ سعید اعجاز کامٹوی، حضرت علامہ رفیق احمد صاحب قبلہ کے روشن بیانات نے لوگوں کے ایمان کو تازہ کر دیئے۔ شہنشاہ ترنم حضرت اجمل سلطانپوری نے مالیگاؤں کو اپنی تشریف سے پہلی بار شرف بخشا۔ عوام بالخصوص شعر و سخن سے دلچسپی رکھنے والے حضرات نے موصوف کو کافی پسند کیا۔ ان کے علاوہ مولانا شبیر احمد صاحب، مولانا تراب الدین صاحب، ناندیڑ، مولانا محب الرحمن صاحب، مولانا محب محمد صاحب نے بھی شرکت فرمائی۔ دارالعلوم حنفیہ سنیہ، مہاراشٹر کا مرکزی دینی ادارہ ہے جو آج سے پچاس سال کے زائد عرصے سے دین کی نمایاں خدمات انجام دے رہا ہے۔ ۳-۴ مئی ۱۹۸۴ء کے عظیم الشان اجلاس نے لوگوں کی نگاہوں میں بے پناہ عظمت قائم کر دی۔ ۴ مئی ۱۹۸۴ء بروز جمعہ مبارک کے دوسرے اجلاس میں دارالعلوم ہذا سے فارغ ہونے والے علماء و حفاظ کو دستار بندی و سند سے سرفراز کیا گیا۔

فارغ ہونے والے علماء و حفاظ کے اسمائے گرامی

(۱) کریم الدین کمال، نظام آباد
(۲) محمد ظہیر الدین پورنیہ۔ بہار
(۳) علیم الدین 〃 〃
(۴) غلام محی الدین مغربی دیناج پور (بنگال)
(۵) محمد عبدالوہاب نظام آباد
(۶) ریاض احمد مالیگاؤں
(۷) عقیل احمد 〃
(۸) فاروق احمد (نابینا) 〃
(۹) عبدالقدیر ناندیڑ
(۱۰) عبداللطیف بمبئی ملاڈ

اس ادارہ سے تربیت پانے والے پچاسوں علماء و حفاظ ملک کے مختلف اطراف میں دین و سنیت کی قابل قدر خدمات انجام دے رہے ہیں۔

بقیہ صفحہ ۵۴ پر

مولانا عبدالمبین نعمانی

تبلیغی جماعت کا مصنوعی تقدس

بڑے بھولے بھالے بڑے سیدھے سادے　　وہابی تمہیں کچھ ہمیں جانتے ہیں

وہابی تبلیغی جماعت کا مرکز نئی دہلی ہے اور جسے مولوی الیاس کاندھلوی نے جنم دیا ہے۔ اس کا مقصد کیا ہے اور یہ کس راہ پر مسلمانوں کو لے جانا چاہتی ہے۔ اس کا سمجھنا اور سمجھانا آج کل بہت دشوار ہو گیا ہے۔ اس کے مصنوعی تقدس اور پرفریب نعرے، کلمہ، نماز کے پیچھے کون سا راز مخفی ہے، آج کل بالعموم مسلمان اس سے واقف نہیں، یہی وجہ ہے کہ اس ٹولی میں چلنے پھرنے افراد زیادہ تر سُنّی عوام ہیں۔ بلکہ میرے تجربے میں تو یہاں تک آیا ہے کہ بعض جگہوں کے امیر جماعت بھی ان کے اصل راز اور فاسد عقیدوں سے ناواقف ہیں، اور یہ حقیقت ہے کہ کلمہ و نماز کے ان انجان عاشقوں کو جب اس ٹولی کے فاسد و غلط عقیدوں سے واقف کرایا جاتا ہے تو بھنا کر اس سے الگ ہو جاتے ہیں۔ اس لئے ضرورت ہے کہ انکے عقائد و نظریات سے بھولے بھالے مسلمانوں کو واقف کرایا جائے اور ان سے علٰحدہ رہنے کی تلقین کی جائے۔ــــ بعض جگہوں پر سُنّی حضرات ان کی سطحی خامیوں کو ہی سامنے رکھتے ہوئے ان سے جدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں، مثلاً یہ کہ یہ مسجدوں میں کھاتے پکاتے اور سوتے ہیں' یہ جاہل ہوتے ہیں اپنے گھر میں تبلیغ نہیں کیا اور باہر نکل پڑے وغیرہ۔ــــ میرا خیال ہے کہ ان کی ان سطحی خامیوں کو بتانے کے بجائے ان کے علماء کے ان عقائد و نظریات سے مسلمانوں کو واقف کرایا جائے جو چودہ سو سال کے مسلمانوں کے مسلم عقائد و نظریات سے متصادم اور ٹکراتے ہوئے ہیں۔ــــ

حال ہی کا واقعہ ہے۔ قصبہ محمد آباد گوہنہ ضلع اعظم گڈھ میں گذشتہ ماہ جنوری کے وسط میں ایک بہت بڑا تبلیغی اجتماع تھا، جس میں دور دور سے ان کے جگادری حاضر اجتماع ہوئے تھے۔ مقصد یہ تھا کہ محمد آباد اور گرد و نواح کی بستی کو روزہ و نماز کے نام پر اپنا ہمنوا اور ہمسک بنالیں گے، دوسری جگہوں کی طرح محمد آباد کے بھی بہت سے مسلمان انکے اصل عقائد سے ناواقف تھے، جس کی وجہ سے یہ لوگ بہت اچھل کود مچا رہے تھے کہ اچانک عین اجتماع کے دن قصبہ مذکور کے کچھ سُنّی نوجوانوں نے ان کے اصل عقائد پر مشتمل ایک پمفلٹ چھاپ کر عوام کی عدالت میں رکھ دیا، اس پمفلٹ کا تقسیم ہونا تھا کہ ان "تن کے گوروں" دل کے کالوں کا مصنوعی تقدس تار تار ہو گیا۔ ذیل میں اس پمفلٹ کی نقل شائع کی جاتی ہے تاکہ قارئین بھی اس سے واقف ہو جائیں اور جہاں کہیں بھی ان وہابیوں کے تبلیغی اجتماعات ہوں زیادہ سے زیادہ تعداد میں اس کو چھاپ کر تقسیم کرائیں۔　　(نقل اشتہار)

تبلیغی جماعت کے کارنامے

مندرجہ ذیل حوالے غلط ثابت کرنے پر ایک ہزار روپئے نقد انعام

تبلیغی جماعت کے موجد مولٰینا الیاس صاحب نے فرمایا کہ "مجھ پر خواب میں تبلیغ کا طریقہ منکشف ہوا ہے"ــــ پھر فرمایا ــــ

"میرا دل چاہتا ہے کہ تعلیم تو تھانوی صاحب کی ہو اور طریقۂ تبلیغ میرا اس طرح ان کی تعلیم عام ہو جائے گی۔" (ملفوظات مولانا الیاس)

ھدایت :- غور کریں تو معلوم ہوگا کہ تبلیغی جماعت والے اللہ اور رسول کی تعلیم کو عام نہیں کرنا چاہتے بلکہ اپنی تعلیم و طریقہ عام کر کے نئی قوم پیدا کرنا چاہتے ہیں، جیسا کہ مولانا الیاس نے فرمایا۔

ظہیر الحسن! میرا مدعا کوئی پاتا نہیں لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ (تبلیغی جماعت) تحریک صلوٰۃ (نماز کی تحریک) ہے میں قسم سے کہتا ہوں یہ ہرگز تحریک صلوٰۃ (نماز کی تحریک) نہیں، بڑی حسرت سے فرمایا، کہ میاں ظہیر الحسن ایک نئی قوم پیدا کرنی ہے۔ (دینی دعوت)

تنبیہ :- دیکھئے تبلیغی جماعت کا موجد خود قسم کھا کر کہہ رہا ہے کہ ہمارا مدعا نماز سکھانا نہیں ہے بلکہ ایک نئی قوم پیدا کرنی ہے۔ (نماز محض پردہ ہے اصل راز اسکے پیچھے ہے اور وہابی عقائد کا پرچار)۔

نئی قوم کی نئی باتیں۔

علمائے دیوبند کی نئی باتیں پڑھکر انصاف کریں۔

- رسول کا علم غیب ایسا ہی ہے جیسا پاگل جانور زید بکر کا۔ (حفظ الایمان تھانوی صاحب)
- حضور کے بعد دوسرا نبی آسکتا ہے۔ (تحذیر الناس بانی مدرسہ دیوبند)
- شیطان کا علم حضور کے علم سے زیادہ ہے (براہین قاطعہ مولوی رشید احمد گنگوہی و مولوی خلیل احمد انبیٹھوی)
- ہر مخلوق چھوٹا ہو یا بڑا خدا کی شان کے آگے چمار سے زیادہ ذلیل ہے۔ (تقویۃ الایمان مولوی اسمٰعیل دہلوی)
- بذریعہ منی آرڈر روپیہ بھیجنا نا جائز اور سود میں داخل ہے۔
- عام کوا کو جہاں اکثر لوگ حرام جانتے ہوں اور کھانے والے کو برا کہتے ہوں تو ایسی جگہ اس کا کھانا (جائز ہی نہیں) ثواب ہے۔
- انعقادِ مجلس مولود بہر حال نا جائز ہے۔
- عیدین میں معانقہ کرنا بدعت و نا جائز ہے۔
- معتقد علم غیب حضور صلی اللہ علیہ وسلم مشرک ہے۔

(مذکورہ عبارتوں کا حوالہ۔ فتاویٰ رشیدیہ کامل مبوب۔ مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی)

- نماز میں حضور کیطرف خیال لیجانا اپنے گدھے اور بیل کے خیال میں ڈوب جانے سے بدرجہا بدتر (برا) ہے (صراط مستقیم مطبوعہ دیوبند)
- مولوی اشرف علی تھانوی سے ان کے ایک چہیتے مرید نے کہا کہ میں خواب میں لا الٰہ الا اللہ۔ اشرفعلی رسول اللہ پڑھ رہا تھا، اور پھر بیدار ہو کر درود شریف میں بھی "محمد رسول اللہ" کے بجائے، اللھم صلی علی سیدنا ونبینا ومولانا اشرفعلی پڑھ رہا تھا۔ تو اس کے جواب میں اشرفعلی نے کہا کہ اس واقعہ میں تسلی تھی کہ جس کی طرف تم رجوع کرتے ہو وہ متبع سنت (یعنی سنت کا پابند) ہے۔ (رسالہ الامداد تھانہ بھون)

ھدایت :- آپ دیکھ رہے ہیں، انکا سیدھا یہ جواب دینا تھا کہ فوراً توبہ کرو یہ کفر کا کلمہ ہے شیطان کا فریب ہے، مگر اسکے بجائے اس کی تائید کی۔ —— اس طرح کی بہت سی خرافات اور باطل تعلیمات ہیں جنہیں چور دروازے سے رواج دینے کیلئے تبلیغی جماعت جیسی بدعت سیئہ ایجاد کی گئی ہے تفصیل کے لئے علمائے اہل سنت کی کتابیں دیکھیں۔

منجانب

مجلس اشاعتِ حق، محمد آباد گوہنہ، ضلع اعظم گڈھ۔ (یو۔ پی)

اس اشتہار نے تبلیغی جماعت والوں کے لئے ایٹم بم کا کام کیا اس کا جواب نہ دیکر اِدھر اُدھر منہ چھپانے لگے، مگر ہوتے ہیں یہ بڑے بے حیا۔ بالکل "بے حیا باش و ہرچہ خواہی کن"۔ کی طرح، محلہ کھولی پورہ کی ایک مسجد میں کسی نماز کے بعد اپنا ڈیرا ڈنڈا ڈال دیا اور محلہ کے کچھ بھولے بھالے مسلمانوں کو پھانسنے لگے۔ اپنی پرفریب روزہ و نماز والی تقریر کے بعد حسب پروگرام ایک جماعتی کھڑا ہوا کہ، اب آپ لوگ اپنا اپنا چلے میں نام لکھوائیے، جس میں اتنا ثواب ہے اور اُتنا ثواب ہے۔ اتنے میں ایک سُنّی نوجوان کھڑا ہوا اور کہا۔ چالیس دن کیلئے میرا نام لکھ لیجئے، مگر ایک بات مجھ کو سمجھ میں نہیں آرہا ہے پہلے اس کو آپ لوگ سمجھا دیجئے۔ تب میں چلے میں آپ لوگوں کا ساتھ دونگا۔ وہ یہ کہ، آپ کے علماء کہتے ہیں کہ میلاد شریف کی محفل منعقد کرنا بدعت و ناجائز اور گناہ ہے کیونکہ یہ حضور کے زمانے میں نہیں تھی ـــ تو آپ کی یہ تبلیغی جماعت بھی تو حضور کے زمانے میں نہ تھی، بلکہ اس کو مولانا الیاس صاحب نے ایجاد کیا ہے پھر یہ کیوں بدعت نہیں؟ یا تو دونوں کو بدعت و ناجائز کہئے یا دونوں کو جائز و درست، یہ کیا بات کہ میلاد شریف کی جو محفل کئی سو سال سے علماء دین بزرگان دین کے درمیان معمول رہی ہے وہ تو ناجائز ہو اور یہ تبلیغی جماعت چند سال سے پیدا ہو کر جائز ہی نہیں سنت اس پر جماعت کے افراد بغلیں جھانکنے لگے جب ان سے کوئی جواب نہ بنا تو ایک نے کہا ـــ بھائی ہم لوگ کوئی عالم نہیں ہیں، یہ سب سوال و جواب عالم لوگ جانیں ـــ اس پر نوجوان مذکور نے کہا، جب آپ لوگ عالم نہیں ہیں تو تبلیغ کرنے کیوں چلے آئے۔ اس کا مطلب یہ کہ آپ لوگ جہالت پھیلانے آئے ہیں اور یہ ٹولی جاہلوں کی ٹولی ہے جو لوگ آپ کے ساتھ جائیں گے ان کو بھی جہالت ہی کی تعلیم دیں گے۔ـــ یہ کہنا تھا کہ فوراً سب کے حواس اُڑ گئے محلہ کے بھولے بھالے عوام بھی سمجھ گئے کہ یہ گمراہ و گمراہ گر جماعت ہے۔ اس کے چکر میں پڑنا دین و ایمان سے ہاتھ دھونا ہے۔ اور پھر ان پر ہر طرف سے لعنتیں ہونے لگی۔ اسی وقت ان مبلغین کا عالم قابل دید تھا کہ بھاگنے کو جگہ نہیں مل رہی تھی۔

خدانخواستہ وہ نوجوان عین موقع پر اس جماعت کا بھانڈا نہ پھوڑتا تو کتنے سُنّی عوام ان کے جال میں آچکے تھے۔ لہذا مذکورہ واقع سے دوسرے سنیوں کو سبق حاصل کرنا چاہئے کہ اس جماعت کے [illegible] سربستہ اگر آج بھی عوام الناس کو معلوم ہو جائیں تو اس کے گرد گھومنے والے نوے فیصدی افراد اس سے آسانی سے الگ ہو سکتے ہیں ـــ

ـــ مثلاً خون کے آنسو۔ زلزلہ۔ تبلیغی جماعت حقائق کے [illegible] امتیاز حق۔ حسام الحرمین متفقہ فتویٰ علماء دنیا وغیرہ۔

پاسبان حاصل کیجئے

میسور میں۔ آفتاب ضمیر الدین رضوی ـــ [illegible] ـــ دارالعلوم حنفیہ ـــ مرزاپور ـــ ساحل صاحب

بنگلور ـــ سنی جامع مسجد بیلس گٹی ـــ اجمیر ـــ حاجی سید علی صاحب ـــ بھیونڈی ـــ انور علی صاحب

داونگیرہ ـــ مدرسہ رضاء المصطفےٰ ـــ [illegible] ـــ عبد الرزاق صاحب ـــ سری رام پور ـــ مولانا امداد علی صاحب

مڈگیرہ ـــ مولانا سکندر علی صاحب ـــ [illegible] ـــ کے، ایس اشرف حسین صاحب ـــ بلاری ـــ قاری ابو الحسن صاحب

مبارک پور ـــ عبد الحلیم اشرفی صاحب ـــ [illegible] ـــ ایڈوکیٹ انیس احمد صاحب ـــ سہسرام ـــ مولانا محبوب حسین صاحب

بھلائی ـــ حافظ کمال احمد صاحب ـــ [illegible] ـــ لطیفیہ بکڈپو ـــ دھنباد ـــ جیلانی بکڈپو

جبل پور ـــ اکرام صاحب [illegible] ـــ [illegible] ـــ سید بدر عالم صاحب ـــ سیر پور ـــ طٰہٰ بک اسٹال

بنارس ـــ حاجی عبد الحکیم صاحب ـــ [illegible] ـــ قاضی سید عبد اللہ صاحب ـــ ہاسپیٹ ـــ جی باشا صاحب

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی مقدس جماعت کے بعد ہمیں اسلامی دنیا میں ان مقتدر اور باکمال علماء، وصلحاء ومحدثین وفقہاء، وصوفیاء وزہاد کا گروہ نظر آتا ہے جس نے احیاء دین بقائے امت اور شریعت محمدی کے ترویج و اشاعت میں زبان وقلم سے بھرپور حصہ لیا ہے درس وتدریس کے سلسلے میں اپنی قیمتی زندگی وقف کی اور اپنی ذہنی وفکری صلاحیتوں سے ریاض دین کی آب یاری فرمائی۔

حصول علم کی ابتدائی مراحل سے لے کر مسند تدریس وافتاء پر فائز ہونے تک ان اکابر امت نے کتنی تکلیفیں سہیں کتنے مصائب سے دوچار ہوئے کتنے صبر آزما مراحل سے گذرے ان کے حالات زندگی کہ یہ صبر آزما واقعات ہمیں مجسمۂ حیرت بنا دیتے ہیں۔

دوسری صدی ہجری کے آغاز ہی میں بہت سے ایسے باکمال اور قابل محدثین وفقہاء کی شخصیتیں ہمیں نظر آتی ہیں جنھوں نے علوم اسلامیہ کی ترویج واشاعت میں اہم کارنامے انجام دیئے ہیں مگر ان شخصیتوں میں جملہ کمالات کے باوصف ایسے لوگ بہت کم نظر آتے ہیں جنہوں نے بلاخیز طوفانوں کی زد پر شمع علم وہدایت روشن کی ہو۔ اور تختۂ دار اور چمکتی ہوئی تلواریں سنسناتے ہوئے تیر نیز قید وبند کی مشقتیں بھی انھیں جادۂ حق سے نہ ہٹا سکی ہوں اور وہ ایسے پر آشوب اور بھیانک ماحول میں بھی اسلام و ایمان کے بقاء اور سالمیت کے لئے وقت کی عظیم طاقتوں سے برسر پیکار رہے ہوں اسی باکمال اور مقدس علماء وفضلاء، محدثین وفقہاء کی مخصوص جماعت سے حضرت امام احمد ابن حنبل بھی تعلق رکھتے ہیں جو بیک وقت فقہ وحدیث، علم قرآن اور علوم وفنون کے جامع ہونے کے باوصف حق گوئی وصداقت شجاعت وجوانمردی کے مرد مجاہد تھے جو سنگین اور پر آشوب حالات میں بھی بلاخوف وخطر صداقت وسچائی کے راستے پر گامزن رہے ــــ آپ کی حق گوئی وصداقت نے خلیفۂ وقت کو بھی عاجز بنا دیا تھا۔

امام احمد ابن حنبل ۱۶۴ھ بمقام بغداد پیدا ہوئے آپ بغداد کے ایک معزز خاندان سے تعلق رکھتے تھے جو خاندان نبوت سے متعلق تھا لڑکپن ہی میں باپ کا سایۂ عاطفت سر سے اٹھ گیا شفیق باپ نے آپ کو آلام ومصائب کا مقابلہ کرتے ہوئے تنہا۔ علوم اسلام واشاعت بقائے دین کے لئے تنہا چھوڑ دیا۔

آپ کی تعمیر زندگی میں پانچ چیزیں بہت اہمیت رکھتی ہیں جنھوں نے آپ کو اور اعلےٰ انسان بنا دیا● حسب ونسب کا شرف ●یتیمی جس نے آپ کے اندر خود اعتمادی پیدا کر دی تھی● فقر و قناعت جس نے فکر ونظر وصلاحیت سے بہرور کیا● لنگوٹی جس نے خدا کے علاوہ ہر چیز سے شہ بنا دیا اس کے علاوہ خداداد ذہانت جس نے آپ کے فکر ونظر کو کمال بصیرت عطا کیے۔

امام صاحب نے جب ہوش سنبھالا اس زمانہ میں بغداد علم وفن کا مرکز بنا ہوا تھا بغداد میں محدثین وفقہاء، مفسرین، فلاسفر، شعراء، ادباء، اور دیگر علوم وفنون کے ماہرین کا جم غفیر موجود تھا آپ کے خاندان والے آپ کی ذہانت دیکھ کر یہ چاہتے تھے کہ احمد پڑھیں اور فقہ وحدیث علم قرآن اور دیگر علوم وفنون میں کمال حاصل کرکے یکتائے روزگار بنیں

آپ نے سب سے پہلے حفظ کیا اس کے بعد فن کتابت میں مہارت

حاصل کی اور پھر دوسرے علوم کے حاصل کرنے کی جانب متوجہ ہوئے، صغر سنی ہی کے زمانہ میں آپ کی ذہانت اور بیدار مغزی دیکھ کر بعض اکابرین نے پیشین گوئی کی تھی کہ اگر یہ لڑکا زندہ رہا تو اپنے وقت کا باکمال انسان ہوگا آپ کے زمانہ میں فقہ و حدیث کا بڑا چرچا تھا آپ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد رشید حضرت امام ابویوسف کے درس حدیث میں شامل ہوئے اور یہیں سے آپ کا رجحان حصول حدیث نبی اکرم علیہ السلام کی جانب زیادہ ہوا آپ نے اپنی ساری کوششیں اور ذہنی صلاحیتیں حصول حدیث کے لئے وقف کر دیں۔

اس سلسلے میں آپ بغداد کے محدثین کے علاوہ بلادِ اسلامیہ کے مختلف گوشوں میں قیام پذیر محدثین سے کسب علم حدیث فرمایا آپ نے اس سلسلے میں دور دراز کا سفر فرمایا سفر کے آلام و مصائب راستے کی پرخار اور پرپیچ وادیاں سلسلۂ کوہ بیاباں کے دشوار گزار مرحلے آپ کو اس ارادہ سے باز نہ رکھ سکے اور نہ زیادہ سے زیادہ علم حاصل کر کے آپ کی طبیعت سیر ہوئی نہ حصولِ علم کی پیاس بجھی۔

ذوقِ علم میں دور دراز کا سفر اس حالت میں فرماتے کہ آپ کی پیٹھ پر کتابوں کا بھاری گٹھر ہوتا آپ بلا تکان منزل بہ منزل طے کرتے اپنی منزل مقصود کی طرف چلتے رہے۔

اگر اثنا راہ میں زاد راہ ختم ہو جاتا تو وہیں چند دنوں کے لئے سفر ملتوی کر کے مزدوروں کے گروہ میں شامل ہو جاتے اور جب کچھ پیسے ہاتھ آجاتے پھر سفر شروع کر دیتے —— آپ نے حصول حدیث کے سلسلے میں بصرہ، دمشق، یمن، حجاز مقدس اور دوسرے مقامات کے طول وطویل سفر کئے آپ جب بھی مکہ معظمہ تشریف لے جاتے حضرت امام شافعی کے درس میں ضرور شریک ہوتے دونوں استاد و شاگرد کو ایک دوسرے سے بے پناہ عقیدت و محبت تھی۔

آپ کی والدہ محترمہ آپ کو حصولِ علم اور نیک کاموں کے لئے ابھارتی رہتیں مگر ساتھ ہی ساتھ یہ بھی فرماتیں اپنی صحت کا ضرور خیال رکھا کرو اور بعض اوقات دور دراز کے سفر سے وجہ خرابی صحت منع بھی فرماتیں مگر تشنگی علم انھیں منزل کی طرف کھینچ ہی لے جاتی۔

حصول علم کے لئے چالیس سال تک امام صاحب نے بے پناہ تکلیفیں سہیں اور فضل و کمال علم و فن کے ایسے روشن آفتاب بنے جس کی شعاؤں نے پوری دنیائے اسلام کو جگمگا دیا جس وقت آپ مسند تدریس و افتا پر جلوہ افروز ہوئے مملکت اسلامیہ کے اسلامیہ کے گوشے گوشے سے ہزاروں شائقین علم و فن پروانہ وار درس میں شامل ہونے کے لئے اس شمع علم و فن کے گرد جمع ہو گئے اور علم کے اس بحر بیکراں سے سیراب ہوئے بعض مورخین کا کہنا ہے کہ آپ کے حلقۂ درس میں پانچ ہزار کے لگ بھگ تشنگانِ علم شرکت کیا کرتے تھے آپ کی فطری جولانی طبع خداداد قوت تفہیم، اعلیٰ ترین اجتہاد شان اور بے پایاں علم حدیث نے آپ کو ائمہ اسلام ہی کی صف میں شامل کر دیا۔

آپ اسلام کے ان چار ائمہ میں سے ایک ہیں جنہوں نے قرآن و حدیث کی روشنی میں الگ الگ طریقۂ اجتہاد اور استدلال کی بدولت جداگانہ مسائل اور احکام کا استنباط فرمایا ——

ابتدا عمر ہی سے آلام و مصائب اور مشقتوں نے آپ کو رنج والم کا خوگر بنا دیا تھا یہی وجہ ہے کہ آخر عمر تک پیش آنے والے آلام و مصائب اور ظلم واستبداد میں آپ ثابت قدم رہے اور عزم و استقلال کا پیکر بن کر ہر مصیبت ہر ظلم استقامت دین اور اشاعت اسلام کے لئے خندہ پیشانی کے ساتھ برداشت فرمایا —— عہدِ مامون میں ایک عظیم فتنہ خلق قرآن کا مسئلہ کھڑا ہوا اور خود مامون اس کا بانی نہیں۔ مؤید اور پرجوش مقلد و مبلغ ضرور تھا۔ مامون نے اس مسئلہ کی اشاعت کے سلسلے میں اپنی حکومت کے رعب و دبدبہ اور عظمت و جلال کا سہارا لیا۔ اپنے دربار میں وقت کے فقہا، محدثین، علما، و فضلا کو بلا کر اس مسئلے کو تسلیم کرنے کی دعوت دیتا تھا پہلے تو اس مسئلے کو تسلیم نہ کرنے والوں کو لالچ دیتا اس میں وہ آمادہ نہ ہوتے تو ڈراتا دھمکاتا اگر اس دھمکی سے کے

باوجود جو لوگ نہ مانتے تو ان کو قتل کرا دیتا۔

اس پر آشوب دور میں بہت سے لوگوں نے مصلحت وقت اور اور حکومت کے رعب و دبدبہ کی بنا پر اس مسئلہ کو تسلیم کر لیا اور جنہوں نے تسلیم نہیں کیا وہ قتل کر دیے گئے، اس فتنے نے علم و فضل کے ہزاروں بے بہا موتیوں سے مسلمانوں کو محروم کر دیا تھا۔ وہ لوگ جنہوں نے شاہانہ اقتدار سے مرعوب نہ ہو کر اس فتنہ کا مقابلہ کیا اور ہر ظلم و ستم برداشت کئے، ان میں سر فہرست حضرت امام احمد بن حنبل کا نام آتا ہے جنہوں نے بر سر دربار تلواروں اور کوڑوں کے سائے میں بھی قرآن کو مخلوق تسلیم کرنے سے صاف انکار کر دیا فضل و کمال تقویٰ و طہارت علم و فن کی اس یکتائے روزگار شخصیت نے نامساعد حالات اور وقت کے جبر و تشدد کا ڈٹ کر مقابلہ کیا ظلم و تشدد کے طوفان اور جبر و استبداد کی تیز و تند آندھیاں بھی آپ کے پائے عزم ثبات کو جنبش نہ دے سکے۔ گراں بار زنجیریں برستے ہوئے کوڑے قید خانے کی بامشقت کوٹھریاں بھی آپ کو حق کہنے سے نہ روک سکیں اور ہمیشہ یہی کلمہ زبان پر رہا قرآن کلام الٰہی ہے اور کلام الٰہی غیر مخلوق ہے۔

مامون کی موت کے بعد اس کا بھائی معتصم باللہ بن ہارون رشید (۲۱۸ھ و ۸۳۳ء تا ۲۲۷ھ و ۸۴۱ء) عباسی مسند خلافت پر بیٹھا اس کے زمانہ میں یہ فتنہ اور بھی زیادہ زور پکڑ گیا۔ معتصم اس سلسلے میں مامون سے کہیں زیادہ سخت گیر اور متشدد واقع ہوا اور اس نے خلق قرآن کے مسئلہ کو نہ تسلیم کرنے کے جرم میں جرم میں بہت سے علماء و فضلاء کو قتل کرا دیا اور کتنوں کو قید و بند کی سزا میں مبتلا کیا۔

حضرت امام احمد بن حنبل کو بھی معتصم نے بھرے دربار میں بلایا درباری علماء سے بحث ہوئی۔ حضرت امام نے معترضین کے تمام سوالات کے اتنے مدلل جواب دیئے کہ وہ خاموش ہو گئے اور ان سے کچھ نہ بن پڑا ــــــ امام صاحب کی بے باکی اور درباری علماء کی شکست فاش نے معتصم کو چراغ پا بنا دیا اس نے انتہائی غصے کے عالم میں جلادوں کو حکم دیا کہ احمد کو کوڑے لگائے جائیں یہ حکم سن کر جلادوں نے امام صاحب کا کرتہ اتار کر ننگی پیٹھ پر کوڑے برسانے شروع کر دیئے کچھ دیر بعد معتصم کو رحم آیا اور خود تخت سے اٹھ کر امام صاحب کے پاس آیا اور کہا اے احمد خدا کی قسم میں تمہیں اپنے بیٹوں سے زیادہ عزیز رکھتا ہوں اگر تم خلق قرآن کا اقرار کر لو تو ہم خود اپنے ہاتھ سے پاؤں کی زنجیریں کھول دوں آپ نے فرمایا قرآن حکیم اور حدیث سے اس کا ثبوت دو میں ابھی قبول کئے لیتا ہوں اس پر معتصم اور بھی برہم ہو گیا اور دوبارہ جلادوں کو کوڑے برسانے کا حکم دیا ـــ آپ کی پشت مبارک پر اس قدر کوڑے برسائے گئے پشت مبارک سے خون کے فوارے جاری ہو گئے گوشت ٹکڑے کٹ کٹ کر گر گئے، آپ غش کھا کر زمین پر گر پڑے جب آپ یہ ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے جا رہے تھے۔ وہ رمضان المبارک کا مہینہ تھا آپ روزے پر روزے رکھ رہے تھے زخموں سے نڈھال پشت مبارک سے متواتر خون جاری ہو رہا تھا اور اسی حالت میں آپ نماز ادا فرماتے کسی نے آپ سے پوچھا۔ اس حالت میں نماز پڑھتے ہیں۔ جب کہ پشت مبارک سے خون جاری ہے آپ نے فرمایا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی ایسا ہی کیا تھا کوڑا باری کے باوجود جب آپ نے حق گوئی اور بے باکی کا ثبوت دیا تو معتصم نے قید کر دیا اور قید خانے بھی ۲۸ ماہ کی طویل مدت تک روح فرسا آزار میں مبتلا کئے گئے اور قید و بند کی حالت میں بھی معتصم کی کوششیں جاری رہیں کہ امام خلق قرآن تسلیم کر لیں۔ مگر آپ اس حالت میں بھی عزم و استقلال کی مضبوط چٹان کی طرح اپنی جگہ اڑے رہے اور وقت کا عظیم کا تخت کے سامنے کبھی نہ جھکے ــــــ بالآخر معتصم باللہ کے مرنے کے بعد خلیفہ واثق (۲۲۷ھ ۸۴۱ء تا ۲۳۲ھ ۸۴۶ء) کے زمانہ میں یہ شورش کم ہوئی اور آپ قید سے رہا کئے گئے پھر افتاء، درس و تدریس کے مشاغل میں منہمک ہو گئے اور دور دراز سے حصول علم کے لئے آپ کے گرد لوگ اکٹھا ہونا شروع ہو گئے ــــــ واثق باللہ کے بعد اس کا بھائی جعفر بن معتصم

(بقیہ صفحہ ۴۸ پر)

مولانا عبد القیوم مصباحی

ان دیکھی محبت

عاشق نادیدہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات بابرکات بازار عشق میں قیمت کی گرفت سے باہر انمول موتی کی حیثیت رکھتی ہے کیوں اس لئے کہ حضرت اویس نے اپنے ماتھے کی آنکھوں سے محبوب کو دیکھا نہیں تھا مگر معشوق کے زلف پیچاں کے ایسے اسیر کردیا ان کا دوسرا نہ پیش کیا انھیں معشوق سے رشتہ جوڑنے والے عشق سے بھی عشق تھا — عشق ان کی دبستگی کا قیمتی سامان جس کی اتھاہ وسعتوں میں ڈوبتے کبھی تیرتے کبھی اٹھتے کبھی بیٹھتے۔

ان کی وارفتگی شوق کا یہ عجیب وغریب اور حیرت فروز منظر آج دنیا کی نگاہوں میں رچا بسا ہے جب جنگ احد کے موقع پہ ان کے محبوب کے دندان مبارک کو کافروں نے شہید کردیا — تو عشق نے جو محبوب کے اداؤں میں فنا ہو کر بقا کی طفل کو زینت بخشتا ہے حضرت اویس کو جھنجھوڑا سرمستی و سرشاری نے اپنے ہاتھوں میں پتھر اٹھائے اٹھتے اٹھتے کہاں پہونچے گلاب کی دو پنکھڑی، حسن وخوبروئی کی آب وتاب پھر موتیوں کے در شہوار دو انتہائی خوشنما و دلفریب و دلعزیز ہونٹوں تک — یہ لڑیاں جو بیک وقت پہلے ایک بہار حسن ہیں اور زندگی کے رکھ رکھاؤ کا ایک مضبوط قوت و سہارا ابھی دنیا نے آنکھیں مل مل کر دیکھا کہ پہلے ایک توڑا پھر خیال آیا پتہ نہیں ظالموں نے محبوب کا کونسا دانت شہید کیا ہے لہٰذا دوسرا توڑا مگر اب ذہن کی گتھیاں سلجھنے کے بجائے اور الجھ گئیں — عقل پکار رہا ہے جسم کو تکلیف ہو رہی ہے مگر عشق کی توہین ہے کہ محبوب کے منہ میں دانت نہ ہو ہے تو محب کی بتیسی وقار تمکنت کے ساتھ اپنی سفید شعاعوں سے محبوب کو حسرت زدہ کرنے کیلئے باقی ہے — ! یہ نہیں ہو سکتا اور نہ ہو بھی کیسے سکتا یہ تو میرے عشق کو چیلنج ہے یہ دانت میرے منہ میں نہیں رہ سکتے پتھر اٹھایا بقیہ دندان کو توڑ ڈالے — آپ کا ذہن متردد و پریشان ہوگا اور دماغ خیالات کے وسیع عریض وادی میں بھٹک رہا ہوگا کہ یہ کس طرح کا عشق ہے نہ عاشق نے معشوق کو دیکھا ہے نہ ہی معشوق نے عاشق کو — مگر ادائے محبوب پر فدائیت کا یہ عالم ہے کہ محبوب کا ایک دانت ٹوٹا ہے اور یہ اپنے بتیس دانت نذر کر کے بھی پیاس میں کوئی کمی محسوس نہیں کر رہے ہیں — یہ سچ ہے ظاہری نگاہوں نے جمال جہاں آرا کو دیکھنے کی سعادت میسر نہ آئی — مگر دیدۂ بینا میں سب کچھ روشن تھا ہر ایک دوسرے کے تمام احساسات سے باخبر گفتگو کی دنیا میں ہر ایک دوسرے سے ہمکلام تھا دل کچھ اس صورت سے تڑپا اُن کو پیار آ ہی گیا،، — ماشکیبائی کی ادا آخر رنگ لائی اور جب محبوب دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کا وقت قریب آیا تو ارشاد فرمایا کہ اے علی اور اے عمر میرے دنیا سے پردہ فرمالینے کے بعد میرا یہ پیراہن اویس قرنی کو دے دینا — بعد وصال حضرت عمر فاروق و حضرت علی پیراہن رسول لے کر یمن تشریف لائے اور لوگوں سے دریافت فرمایا کہ یہاں پر کوئی اویس نامی شخص رہتا ہے — لوگوں نے کہا ہاں اس نام کا ایک دیوانہ ضرور رہتا ہے مگر اکثر وہ جنگلات میں زندگی بسر کرتا ہے گاہے گاہے شہر بھی آجایا کرتا ہے — اب دونوں حضرات جنگل تشریف لے گئے بسیار تلاش وجستجو کے بعد جنگلات کے نشیب وفراز میں ساری کائنات سے بے نیاز خالق دوجہاں کی بارگاہ کرم میں سربسجود نظر آئے — تھوڑی دیر توقف کیا

—— نماز ختم ہو گئی پھر حاضری کی وجہ بتاتے ہوئے گویا ہوئے اللہ... کے ... رسول ... صلی اللہ علیہ وسلم ... کا ... وصال ہو گیا انھوں نے آپ کو سلام پیش فرمایا اور اپنا یہ پیراہن مبارک دے کر ارشاد فرمایا ہے کہ اویس سے کہہ دینا کہ امت محمدیہ کی بخشش کیلئے بارگاہ رب العزت میں دعا کر دے۔

یہ وجد آفریں پیغام سن کر حضرت اویس قرنی پیراہن رسول لے کر جنگل کے ایک گوشے میں تشریف لیگئے اور سجدہ میں گر کر یہ دعا کرتے ہیں —— اے سوز محبت تیرے محبوب نے مجھ بے بس و لاچار فقیر کو اپنا جامۂ پاک عنایت فرمایا ہے — الٰہی اگر اجازت ہو تو پہن لوں آواز آتی ہے زیب تن کر لو! — عرض کیا غفور رحیم میں اس وقت تک تیرے حبیب کے پیراہن کو نہ پہنو نگا جب تک کہ محبوب کی امت نہ بخش دے —— آواز آتی ہے میں نے چند ہزار کو بخش دیا۔ عرض کیا الٰہی پوری امت مصطفویہ کو بخش دے پھر ندا آتی ہے پیراہن مبارک میں جتنے تانے ہیں اس کے دوگنے سہ گنے کو بخش دیا —— عرض کیا مولیٰ میرے مولیٰ جب تک کہ ساری امت محمدیہ کو نہ بخشے گا اس وقت تک میں یہ پیراہن نہ پہنو نگا —— ندا آتی ہے میں نے اور کئی ہزار کو بخش دیا۔ عرض کیا الٰہی سب کو چاہتا ہوں اسی طرح بندہ اور خالق کے درمیان راز و نیاز کی گفتگو ہوتی رہی۔ کہ اچانک حضرت عمر و حضرت علی بھی اسی جگہ آ گئے۔ حضرت اویس قرنی نے سر سجدہ سے اٹھایا اور فرمایا —— اے عمر اگر تھوڑی دیر اور آپ حضرات یہاں تشریف نہ لائے تو میں پوری امت مصطفویہ کو بخشوا دیتا — پھر آپ نے پیراہن مبارک کو زیب تن فرمایا اور زار و قطار رونے لگے حضرت عمر و حضرت علی کی بھی آنکھیں اشکبار ہو گئیں —— فاروق اعظم نے عرض کیا باوجود عشق کی اس تیز لپٹ کے رسول کے جمال جہاں آرا پر وارد ہونے سے کس چیز نے آپ کو روک رکھا تھا —— فرماتے ہیں اچھا بتائیے میں نے اپنے محبوب کو نہیں دیکھا مگر کیا آپ لوگوں نے میرے محبوب کے جمال جہاں تاب کا دیدار کیا ہے؟ —— نہایت متانت و سنجیدگی سے جواب دیا جاتا ہے ایک بار نہیں بلکہ رات و دن کا بیشتر حصہ انھیں کے جلوؤں میں گذرتا تھا — ! آپ پھر چھپتا ہوا سوال کرتے ہیں — فرمائیے کہ میرے محبوب کے ابروئے پاک آپس میں ملے ہوئے تھے یا کشادہ دونوں حضرات اکثر اوقات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں رہنے کے باوجود ساکت ہو گئے۔

حضرت اویس قرنی نے ابروئے پاک کی پوری نورانی تصویر کھینچ کر بتا دی اور فرمایا اے عمر اور اے علی جب تک میں نے عشق نہیں کیا تھا — نہیں جانتا تھا عشق کیا چیز ہے مگر جب سے جام عشق پی لیا ہے اس وقت سے تصویر محبوب دل و دیدہ میں اتر آئی ہے اور حال یہ ہے۔

دل کے آئینے میں ہے تصویر یار
جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی

عُرس فقیہ اعظم

حسب دستور سابق امسال یکم و ۲ ر ذی قعدہ ۱۴۰۴ھ مطابق ۳۰-۳۱ ر جولائی ۱۹۸۴ء بروز سوموار و منگل، حضرت صدر الشریعہ مصنف "بہار شریعت" قدس سرہٗ العزیز کا عرس مقدس ہے جس میں ملک کے مایۂ ناز علماء و مشائخ شرکت فرما رہے ہیں۔

عرس کا پروگرام حسب ذیل ہے:

یکم ذی قعدہ بروز سوموار	بعد نماز عشاء	جلسہ و تقاریر علماء کرام
۲ ر " " منگل	بعد نماز صبح	قرآن خوانی بعدہٗ خرقہ پوشی
" " " "	بعد نماز عصر	جلوس چادر
" " " "	بعد نماز عشاء	جلسہ و تقاریر علماء کرام

شب میں ۱۲ بجکر ۲۶ منٹ پر قل شریف بعدہٗ صلاۃ و سلام

مسلمانان اہل سنت سے اپیل ہے کہ عرس کی تمام تقریبات میں کثیر تعداد میں شریک ہوں۔

مولانا عطاء المصطفٰی قادری

جامعہ امجدیہ رضویہ، گھوسی، اعظم گڈھ

کرناٹک کی خبریں

دار العلوم رضاء المصطفےٰ داونگیرہ

عالم جلیل جناب مولانا محمد حنیف رضوی بریلی شریف کے سند یافتہ معتمد عالم ہیں۔ برسوں شیخ طریقت، علامہ ازہری کی خدمت میں رہ چکے ہیں۔ موصوف نے ،، مدرسہ رضاء المصطفےٰ کی داغ بیل ڈالی ہے جو روز بروز ترقی کر رہا ہے۔

برادران اہلسنت سے اپیل ہے کہ وہ مولینا محمد حنیف صاحب کا ساتھ دے کر مدرسہ کو سنیوں کا مضبوط قلعہ بنائیں مستقبل بہت شاندار ہے۔ ہر سنی دامے، درمے مدد کرکے کار خیر میں شریک ہوں

(ادارۂ پاسبان)

مدرسہ عربیہ دستگیریہ کا جلسہ دستار بندی

حسب معمول ۳۱ مئی ۸۳ء مدرسہ عربیہ دستگیریہ منڈگوڑ کا سالانہ جلسہ دستار بندی زیر صدارت عزت مآب الحاج بڈن صاحب منعقد ہوا رہبر شریعت و طریقت مناظر اہلسنت خطیب مشرق حضرت علامہ مشتاق صاحب قبلہ نظامی نے خطاب فرمایا۔

علاقائی سطح پر کافی علماء شریک اجلاس ہوئے رسم دستار بندی ادا کی گئی اجلاس بہت ہی کامیاب رہا۔

(مولانا ضمیر الحق)

شیموگہ میں قادری مسجد کا افتتاح

۲۵ مئی ۸۳ء حضرت خطیب مشرق علامہ مشتاق احمد نظامی صاحب نے قادری مسجد کا افتتاح فرمایا۔ اس کی سنگ بنیاد بھی آپ ہی نے ڈالی تھی۔ حضرت کا پروگرام معلوم ہونے کے بعد جناب حیات پیر صاحب نے شب و روز کام لگوا کر اسے مکمل کرایا

قادری مسجد الحاج غوث پیر کی دینی و مذہبی خدمات کی بہترین یادگار ہے۔ اس میں دار العلوم بھی قائم کیا جائے گا جو دار العلوم غریب نواز الہ آباد سے ملحق ہوگا۔ امام اور عالم کا تقرر حضرت علامہ نظامی صاحب فرمائیں گے۔

"سید عطاء اللہ"

انجمن تنظیم عظمت مصطفےٰ

اہلسنت کی مرکزی تنظیم انجمن عظمت مصطفےٰ منڈگیرہ نے کام کی افادیت کے پیش نظر جناب مولانا مختار احمد صاحب بہرائچی کا تقرر بحیثیت مبلغ کر لیا گیا ہے۔ چنانچہ مولانا ضلع چکمگلور اور ضلع ہاسن کا تبلیغی دورہ فرما رہے ہیں۔ جن حضرات کو مولانا کی تقریر سے استفادہ کرنا ہو اور وہ اپنے وہاں، پروگرام رکھنا چاہتے ہوں مرکزی دفتر سے رابطہ پیدا کریں۔

،، ثناء اللہ سیٹھ سکریٹری،،
ناشر مولانا سکندر علی خطیب جدید مسجد داونگیرہ

ہانگل شریف میں دار العلوم مقبولیہ

ہانگل شریف میں دار العلوم مقبولیہ آستانہ حضرت مولانا سید شاہ مقبول احمد صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ مرجع خلائق ہے جو اپنے وقت کے کاملین میں تھے۔ ان کی علمی و روحانی یادگار کو قائم و دائم رکھنے کیلئے دار العلوم کی بنیاد ڈالی گئی ہے۔ جس کا تعمیری کام شروع ہے۔ یہ دار العلوم اہل خیر حضرات کی توجہ کا مستحق ہے

،، مولانا قاضی،، محمد اسماعیل مقبولی
ہانگل شریف۔ دھارواڑ۔
کرناٹک

"مدرسہ قادریہ بغدادیہ شاہنور" زندہ

جناب مولانا منظور عالم صاحب جو جماعت کی ایک فعال و متحرک شخصیت ہیں۔ انھوں نے شاہ نور میں دار العلوم قائم کیا ہے۔ جو تیزی سے آگے بڑھ رہا ہے۔
اہل خیر حضرات اس کا تعاون فرمائیں۔

"رسمان خاں لودھی"

خوشخبری

ادیب شہیر فاضل گرامی جناب مولانا قاضی محمد علی رانی بنوری اہلسنت کی مرکزی درسگاہ دار العلوم اشرفیہ مبارک پور سے فراغت کے بعد مدراس جمالیہ عربک کالج سے عربی ادب کی ڈگری حاصل کی ہے۔ مولانا کو عربی لکھنے بولنے پر یدطولیٰ حاصل ہے اور اس میں مہارت تامہ حاصل ہے ادارۂ پاسبان مولانا محمد علی کو تبریک و تہنیت پیش کرتے ہوئے ان کے مستقبل کیلئے دعا گو ہے۔

"ادارۂ پاسبان"

رانی بنور کے مسلمانوں کا زرین کارنامہ

یہ خبر باعث مسرت ہوگی کہ رانی بنور کے دو معزز شخصیتوں نے چو لسٹھ ایکڑ زمین دار العلوم کو دی ہے تاکہ اس پر ایک بہت ہی بڑا ٹریننگ کالج قائم کیا جائے زمین کی قانونی کارروائی ختم ہونے کے بعد علماء کے مشورہ سے سنگ بنیاد کی رسم ادا کی جائے گی۔
انشاء اللہ تعالیٰ یہ صوبہ کرناٹک کا واحد تعلیمی ادارہ ہوگا۔

(مولانا) محمد یعقوب گیاوی
خطیب جامع مسجد رانی بنور
ضلع دھارواڑ

حضرت امام احمد بن حنبل کا بقیہ

متوکل علی اللہ کے لقب سے ۲۳۲ھ ۸۴۷ء میں تخت نشین ہوا یہ بڑا دیندار اور نیک خصلت خلیفہ تھا اس نے احیاء سنت رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلے میں بہت اہم کارنامے انجام دیئے ہیں

بانی فتنہ خلق قرآن قاضی ابن داؤد جس نے حکومت کا سہارا لے کر ہزاروں علماء و فضلاء کو بے گناہ قتل کرایا اسے عہدہ سے معزول کر کے ساری جائداد ضبط کر لی اور ان علماء و فضلاء کو جن کو سابقہ حکومتوں نے مظالم ڈھائے تھے ان کی حتی الوسع تلافی کی اس خلیفہ کو حضرت امام سے بے پناہ عقیدت و محبت تھی اس لئے آپ کو کئی بار گرانقدر تحفے پیش کئے مگر آپ نے اسے قبول کرنے سے انکار فرما دیا اور کہا میری کھیتی میرے اخراجات کے لئے کافی ہے میں اتنا مال و اسباب لے کر کیا کروں گا اسی خلیفہ کے زمانہ میں ۲۴۱ھ میں آفتاب علم و ہدایت ہمیشہ کے لئے غروب ہو گیا مگر آج تک اقصائے عالم میں پھیلائی ہوئی اس کی روشنی فرزندان امام احمد بن حنبل (توحید کے) مشعل راہ بنی ہوئی ہے اور اسلامی مکتبۂ فکر کا ایک بہت بڑا گروہ آپ کے مسلک پر کاربند ہے اور یہ گروہ حنبلی کہلاتا ہے انا للہ وانا الیہ راجعون،

مورخین کا کہنا ہے کہ آپ کی نماز جنازہ میں آٹھ لاکھ مرد اور ساٹھ ہزار عورتوں نے شرکت کی اور آپ کے جنازہ پر پرندوں نے سایہ کیا آپ کی اس کرامت کو دیکھ کر اسی دن بیس ہزار یہودی اور نصرانی حلقہ بگوش اسلام ہوئے خدا آپ کے مرقد مقدس پر رحمتوں کے پھول برسائے (آمین)

خط و کتابت کیلئے پتہ صاف لکھئے

غزل

مرے طور کے مطابق ذرا بجلیاں گرانا
مجھے تاب ہو جہاں تک اتنا نقاب اٹھانا

تری دوستی سے پہلے مجھے کون جانتا تھا
ترے عشق نے بنایا مری زندگی فسانہ

مجھے اس کا غم نہیں ہے کہ بدل گیا زمانہ
مری زندگی تمہیں ہو کہیں تم بدل نہ جانا

تو جلا لے جلا دے اب مجھے انتظار کیا ہے
ترے پاس بجلیاں ہیں مرے پاس آشیانہ

تری یاد ہی میں گزرے مری زیست کا زمانہ
یہ نہ ہو تو اک نگاہ [illegible] بدل دے جہاں کا رخ [زمانہ]

تری اک نگاہ سے صدقے مری ساری زندگانی
ذرا قبول کر لے یہ ہے تری مہربانی

مولانا منظر قدیری

قطعات

ہر نظر اضطراب بن جاتی
حسرت دید خواب بن جاتی
مصطفیٰ بے حجاب جو آتے
خود تجلی حجاب بن جاتی

عارض کہکشاں کی تابانی
کس کے قدموں کی دھول کا صدقہ
بچھ گئی ہے جو نور کی چادر
نقش پائے رسول کا صدقہ

راج والوں پہ راج رکھتے ہیں
مصطفیٰ تخت و تاج رکھتے ہیں
دست اقدس میں کچھ نہیں لیکن
دو جہاں کا خراج رکھتے ہیں

جلوۂ کبریا ہیں باطن میں
صورت آدمی بظاہر ہیں
در حقیقت یہ ظاہر و باطن
ایک ہستی کے دو مناظر ہیں

ایک فطرت شناس گلشن میں
اس طرح راز حق کا جویا ہے
جب کلی کوئی مسکراتی ہے
مدحت مصطفیٰ میں گویا ہے

لرزاں لرزاں قدم تصور کا
سہمی سہمی نظر خیالوں کی
اس ادب سے چلو مدینے میں
بات ہوئے اُجالوں کی

سبز گنبد ہیں مرقد انور
قابل دید ہے مدینے میں
نوری پیکر کو جس طرح رکھ دے
کوئی پاکیزہ آبگینے میں

زخمی روح ادب نہ ہو جائے
ٹوٹ جائے نہ دل اصولوں کا
کرنا منظر ذرا سلیقے سے
ذکر نازک مزاج پھولوں کا

مولانا نسیم اشرف حبیبی بمبئی

اسلام میں تصوف

تصوف کو اسلام میں باشرائط ایک تحریک کی صورت تو بیں دی گئی لیکن یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ تصوف کا وجود آغازِ اسلام ہی سے تھا اور ایک فن کی حیثیت سے اس کی تحصیل کا سلسلہ بھی جاری رہا۔

تصوف کے لغوی اصل "صفا" ہے جس سے اس کی اصطلاحی تعریف کا تعین آسان ہو جاتا ہے اہل فن نے تصوف کی تعریف میں مختلف اقوال پیش کئے ہیں "التصوّف قیامُ القلب مَع اللّٰہ" یعنی دل کو غیر اللہ سے منقطع کر کے صرف اللہ سے جوڑنا تصوف ہے علمائے تصوف نے اس ضمن میں حضرت محمدؐ بن حسینؓ بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ایک قول نقل کیا ہے۔ جو تصوف کی حقیقت اور اس کی روح کی بہترین وضاحت ہے۔ وہ قول یہ ہے۔ التصوّف خلق فمن زاد علیک فی الخلق زاد علیک فی التصوّف۔ یعنی تصوف نیک خوئی کا نام ہے اور جو شخص جتنا زیادہ خوش خلق ہوگا اتنا ہی اچھا وہ صوفی بھی ہوگا خوش خلقی یہاں ایک وسیع مفہوم رکھتی ہے یہ خالق کے ساتھ بھی ہونی چاہئے۔ اور مخلوق کے ساتھ بھی خدا کے ساتھ اخلاق برتنے کا مطلب یہ ہے کہ بندہ اس کی قضا پر راضی رہے اور مخلوق کے ساتھ اخلاق برتنے کا مطلب یہ ہے کہ ان پر جو حقوق عائد ہوتے ہیں انہیں خدا کی رضا جوئی اور خوشنودی کے لئے ادا کرے۔

تصوف (صفا) اس کے مقابل کدر کدورت ہے یعنی معاملات اور اخلاق دونوں میں حد درجہ کی پاکیزگی پیدا کرنا طبیعت سے میل اور کھوٹ کا بالکل زائل کر دینا حق تعالیٰ کی عبدیت کا مخلصانہ وصف پیدا کرنا تصوّف کی حقیقت اور اس کی روح ہے چنانچہ اس پاکیزگی کی بنیاد پر اہل تصوف نے صوفیاء کے علیحدہ علیحدہ تین درجے مقرر کئے ہیں۔

(۱) صوفی (۲) متصوف (۳) مستصوف ـــــ حضرت خواجہ ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ نے صوفی کے اوصاف کے ضمن میں فرمایا۔

حقیقی صوفی وہ ہے کہ جب بولے تو اس کی زبان پر حق جاری ہو اور جب خاموش ہو تو اس کے جسم کا ایک ایک رونگٹا زبان حال سے شہادت دے کہ اس کے اندر دنیا کی کوئی ہوس موجود نہیں ہے۔

متصوّف کی تعریف حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے رسالہ غنیۃ الطالبین میں یہ فرمائی کہ متصوف مبتدی ہوتا ہے۔ اور صوفی بننے کی کوشش میں مصروف رہتا ہے۔

اور تیسرا طبقہ مستصوفین کا ہے۔ جس کے متعلق ایک قول ہے یعنی صوفیاء کے نزدیک وہ لوگ جو خود کو بے تکلف صوفی ظاہر کرتے ہیں مکھی کی طرح حقیر ہیں اس لئے کہ ان کے اعمال میں ریا اور دنیا کی ہوس ہوتی ہے۔ اور یہ طبقہ عوام کے لئے بھیڑیوں جیسا ہے۔ اس لحاظ سے کہ یہ لوگ اپنی ریاکاری ـــ

سادہ عوام کے اخلاص و محبت و عقیدت مندی کا استحصال کرتے ہیں اور
غالباً اسی طبقہ کی ریاکاریوں کی بنا پر ایک گروہ ایسا بھی پیدا
ہوا جو سرے سے تصوف ہی کا منکر ہوگیا۔ حضرت شیخ علی ہجویری
رحمۃ اللہ علیہ نے تصوف کا اثبات اور منکرین تصوف کا ابطال
فرماتے ہوئے اپنے رسالہ کشف المحجوب میں حضرت ابو الحسن بوشنجہ
رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول نقل فرمایا ہے۔

التصوف الیوم اسم لاحقیقۃ وقد کان حقیقۃ
فی زمانہ تصوف تو صرف ایک نام ہے لیکن زمانہ صحابہ اور
سلف میں یہ ایک حقیقت تھا اس قول کے بعد حضرت ہجویری علیہ
الرحمہ نے منکرین تصوف سے خطاب فرماتے ہوئے کہا ہے
کہ تم لوگ تصوف سے اس کی موجودہ صورت دیکھ کر بدگمان ہو
حالانکہ اس صورت حال سے ہم خود بیزار ہیں لیکن اگر تصوف
کی حقیقت اور اس کے معنی سے انکار کرتے ہو تو سمجھ لو کہ
تم شریعت کے منکر ہو بلکہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل
حمیدہ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے اوصاف جمیلہ کا انکار ہے
اس لئے کہ حقیقت تصوف سے انکار کے بعد پورا دین ریاکاری
بن جاتا ہے۔ دین کی اصل روح اور اس کی جان تو خدا اور
رسول کی سچی اطاعت ہے۔ اور یہی تصوف کی بھی روح ہے
اس لئے اس کا منکر قطعی دین کا منکر ہے۔

تصوف کسی خاص وضع قطع یا علم کا نام نہیں ہے بلکہ وہ
تو ایک وصف اور اخلاق کا نام ہے حضرت ابو الحسن رحمۃ اللہ
علیہ نے فرمایا۔ لیس التصوف رسوماً ولا علوماً
لکنہ الاخلاق۔ البتہ اگر صوفی اور تصوف کی لغوی اصل
صوف ہی کو سمجھا جائے تو اس اعتبار سے صوفی کے لئے
مخصوص وضع قطع اور موٹے کپڑے پہننا ضروری معلوم ہوتا ہے
چنانچہ حضرات صوفیہ کا عام طریقہ لباس گدڑی پہننا ہے اور ان
کے نزدیک ایسا کرنا سنت ہے۔ اس لئے کہ روایت میں
ملتا ہے۔ کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یلبس
الصوف۔ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم صوف اون کا بنا ہوا لباس
پہنتے تھے اور حضور نے یہ بھی فرمایا علیکم بلبس الصوف
تجدون حلاوۃ الایمان فی قلوبکم۔

اون کا لباس اختیار کرو اس سے تم اپنے دلوں میں
ایمان کی مٹھاس پاؤ گے۔ حضرات صوفیہ کا یہ مسلک آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے ان ارشادات کے علاوہ ان ارشاد کے
بھی متعلق ہے۔ آپ نے فرمایا من تشبہ بقوم فھو
منھم۔ جو شخص کسی گروہ کی مشابہت اختیار کرتا ہے اسی
گروہ کا فرد شمار ہوتا ہے۔ چونکہ زیادہ تر اہل اللہ پھٹے حالوں
اور چیتھڑوں میں ہی رہنا پسند فرماتے ہیں اسی لئے صوفی
کا بھی اسی حال میں رہنا خدا کی قربت کا سبب ہے۔ ان کا کہنا
ہے کہ ہم اپنے ظاہر کو اہل اللہ کے موافق آراستہ رکھتے ہیں
تاکہ باطن بھی ان کے جیسا ہو جائے حضرت شیخ ہجویری نے
اس سلسلہ میں فرمایا ہے لباس کے بارے میں کسی تکلف سے
کام نہ لیا جائے اگر قبا ملی تو وہی پہن لی گدڑی میسر آئی تو اس کو
پہن لیا اور کچھ نہ ملا تو اسی طرح وقت گذار لیا۔ کسی چیز کو عادت
نہ بنائے کیونکہ جب کوئی چیز عادت بن جاتی ہے تو اس سے
محبت ہو جاتی ہے اور محبت طبیعت میں داخل ہو کر حجاب بن
جاتی ہے۔

اہل طریقت کا ایک گروہ جو ملامت کو پسند کرنے کی وجہ
سے اہل ملامت کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ ان کا نظریہ یہ ہے
کہ نفس کی اصلاح و تربیت کے لئے یہ طریقہ مفید ہے یہ حضرات
شریعت کی خلاف ورزی کئے بغیر ایسے کام کرتے ہیں جن سے
دیکھنے والے ان کو ملامت کریں اور ایذا دیں اور ان کا عمل
ان کے نزدیک مقبول بارگاہ ہونے کی علامت۔ اس لئے کہ ہی کسی

مشتاق احمد نظامی

ایمان کی آواز

جب ایک یہودی اور ایک منافق (نام نہاد مسلمان) آقائے دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ حاصل کرکے فاروق اعظم کے آستانہ پر پہونچا تو فاروق اعظم نے فرمایا۔ تعجب ہے۔ سید الکونین کے ہوتے ہوئے میرے فیصلے کی حاجت کیوں پیش آئی ـــ؟ جواب ملا کہ وہاں کا فیصلہ تو مل چکا ہے مگر اب ہم آپ کا فیصلہ چاہتے ہیں۔ یہ سنتے ہی درسگاہ نبوت کے تربیت یافتہ فاروق اعظم واقعہ کی تہہ تک پہونچ گئے اب جلالت فاروقی نے اپنے تیور بدلکر فرمایا۔ ٹھہرو! میں ابھی فیصلہ کئے دیتا ہوں۔ اب نکلے تو قہر و جلال سے بھرپور چہرہ اور ہاتھ میں ننگی تلوار لمحہ کی تاخیر کئے بغیر منافق کا سر قلم کر دیا اب دھڑ الگ تھا اور سر الگ۔

مدینہ کی سرزمین پر کہرام مچ گیا شدہ شدہ رحمۃ اللعالمین تک خبر پہونچی اس اندوہناک خبر کے سنتے ہی جان رحمت کا کلیجہ پسیج گیا اور اپنی پوری شان رحمت و آن نبوت سے اٹھ کھڑے ہوئے یاد رہے یہ وہی پیکر رحمت ہے جس کی نرم مزاجی و خوش کلامی کی تائید قرآن حکیم نے یوں فرمائی ہے۔

فبما رحمۃ من اللہ لنت لھم و کنت فظا غلیظ القلب لانفضوا من حولک ـ گویا اب وہ چل رہے ہیں جن کے قدموں تلے فرشتے اپنا پر بچھاتے ہیں حتیٰ کہ اب کاشانۂ فاروقی ہے اور رحمت سراپا کی جلوہ گری ـــ اب آنکھ سے آنکھ ملتے ہی فاروق اعظم کی آنکھیں جھک گئیں تڑپتی ہوئی نعش اور کٹے ہوئے سر کا دردناک منظر مگر خشمگین یا غضبناک لب و لہجہ میں نہیں انتہائی شفقت و محبت سے زبان رحمت گویا ہوئی۔ فاروق یہ تم نے کیا کیا ؎

وہ مسکرائے جان سی کلیوں میں پڑ گئی

وہ لب کشا ہوئے کہ گلستاں بنا دیا!

اب زبان میں روانی نہیں لکنت ہے اور ہونا بھی چاہیئے ایسا سنگین حادثہ ہو چکا ہے جس سے آسمان کے جگر میں شگاف ہو جائے۔ فاروق اعظم نے مدھم اور سہمی آواز میں عرض کیا یا رسول اللہ! میری دیدہ ور نگاہوں نے جھانک کر اس کے کلیجے کا چھپا ہوا چور پکڑ لیا میرے آقا فرمایئے کیا وہ بھی مسلمان ہو سکتا ہے جو سرکار کا فیصلہ پاکر فاروق کی چوکھٹ پر پہونچے؟ میرے آقا اگر میں اسے مسلمان سمجھتا تو اس کی گرد راہ کو بھی قابل تعظیم جانتا ـــ مگر اے سید الکونین جو اللہ اور اللہ کے رسول کا فیصلہ پاکر مکر جائے وہ مسلمان نہیں۔ منافق ہے، یہ سن کر جان رحمت نے انتہائی نرم و نازک لہجے میں بس اتنی سی بات فرمائی۔

فاروق! اے دنیا تو مسلمان ہی کہتی تھی کہیں ایسا نہ ہو مدینہ اور نواح میں یہ افواہ پھیل جائے کہ اب مسلمان ہی مسلمان کا قاتل بننے لگا ـــ سرور کونین اسلامی فلاسفی اور حکیمانہ طرز گفتگو کے تحت زبان حال سے فرما ہی رہے تھے کہ رحمت باری جھوم اور غیرت محبت نے شہپر جبرئیل کو اشارہ کیا کہ اے شاخ طوبیٰ کے چہکنے والے کالی کملی میں ملبوس جس کے بے لوث سادگی پہ ہزار ہا رعنائیاں قربان میرے پیارے تک میرا پیغام پہونچا دے کہا حضرت شفیق جونپوری نے عہ

وہ سو جائیں تو معراج منامی

وہ جاگیں تو خدا سے ہم کلامی!

حکم پاتے ہی وحی الٰہی کے امین حضرت جبرئیل آئے اور کیا لے کر آئے

سنے اور گوش دل سے سنے۔ فلا وربک لا یؤمنون حتیٰ یحکموک فیما شجر بینهم۔ تیرے رب کی قسم یہ لوگ کبھی مومن نہیں ہو سکتے جب تک تمہیں یا رسول اللہ اپنا حاکم نہ مانیں اور تیرا فیصلہ تسلیم نہ کریں۔

بس یہ سنتے ہی فاروق اعظم کا اترا ہوا چہرہ شاداب پھولوں کی طرح کھلکھلا کر ہنس پڑا۔ آنکھیں جھکیں اور قدم بوس ہو کر پلٹ آئیں اور دل کی وہ طمانیت اللہ اکبر!— وحی الٰہی بھی آئی تو انہیں لفظوں میں جن جملوں سے فاروق اعظم نے سید الکونین کو مخاطب کیا تھا — واضح رہے کہ واقعات وقصص کی کوئی عبرت آموزانہ اور ایمان افروز صرف کہانی ہی نہیں بلکہ تعزیرات اسلام کی یہ ایک مستقل دفعہ ہے اس سے بحاطور پر وقار نبوت اور عظمت رسالت کی ایک سطح متعین ہو جاتی ہے کوئی ہزار جبہ و دستار میں ہو فرائض و واجبات ہی نہیں بلکہ نوافل و تہجد گزار کیوں نہ ہو مسجد میں درس قرآن دیتا ہو یا درس حدیث مسجد و مدرسہ بنواتا ہو۔ گلی گلی کوچہ کوچہ، ڈگر ڈگر، نگر نگر کلمہ و نماز کی دعوت دیتا ہو یہ سب بے کار و رائیگاں ہے اگر وہ قرآن و حدیث کے فیصلے پر راضی نہیں مثلاً قرآن حکیم یہ کہتا ہے۔ وتعزروہ وتوقروہ کا — سید الکونین کی تعظیم و توقیر بجالاؤ اب اس حکم کے پانے کے باوجود اگر کوئی عظمت رسالت سے چڑھے یا آقائے دوعالم کی تعظیم کرنے والوں کو منہ چڑھائے۔ انہیں مناظرہ و مجادلہ کی دعوت دے تو یقین کر لینا چاہیئے کہ ایسے لوگوں کا روزہ، نماز، حج و زکوٰۃ سب ریا دجل و مکر و فریب ہے یہ ساری نمائشی عبادتیں ان کے چہرے پر پھینک دی جائیں گی اور انہیں جہنم کا ایندھن بنایا جائے گا۔

اب دستر خوان کے چمچے اور تھالی کے بینگن وہ صلح کلی حضرات اپنے گریبان میں منہ ڈال کر سوچیں اگر ایسے گول مول لوگوں سے رسم و راہ اور میل جول کی اجازت ہوتی یا کسی خاص وضعداری کی کوئی متعین ہوتی ہے تو فاروق اعظم کو بھی چاہیئے تھا کہ وہ بھی ایسی پالیسی کو برتتے۔ جسے آج کے دستر خوانی چمچے برت رہے ہیں — مگر جرأت فاروقی نے اس حقیقت کا برملا اعلان کر دیا کہ ایسے عناصر جسم کے بد گوشت اور پھوڑے پھنسی سے بھی زیادہ خطرناک ہیں جسطرح ان کا آپریشن ضروری ہے تاکہ جسم کا صالح حصہ بھی پیپ اور مواد سمیت سے زہر باد کا شکار نہ ہو جائے — بس ایسے ہی جماعت سے مخدوش و خطرناک افراد کا اخراج بھی قطعاً ناگزیر ہے تاکہ جماعت کا صحت مند طبقہ ان کے زہریلے جراثیم سے محفوظ رہ سکے۔

دار العلوم حنفیہ سنیہ کا بقیہ

پہلا اجلاس جے۔ اے۔ ٹی۔ کیا ٔنڈ میں زیر صدارت محسن اہلسنت حافظ تجمل حسین صاحب قبلہ منعقد ہوا۔ دوسرا اجلاس قدوائی روڈ پر شہر کی معزز شخصیت عالیجناب ماسٹر حیدر علی صاحب، آرٹ ٹیچر اے۔ ٹی۔ ٹی۔ ہائی اسکول کی صدارت میں منعقد ہوا۔ دونوں اجلاس بیحد کامیاب رہے۔ جن لوگوں نے ہمارے اجلاس کی کامیابی کے لئے کسی طرح کا تعاون فرمایا ہے ہم اراکین ادارہ تہ دل سے ان کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ بالخصوص ہم عالیجناب مولانا سید سراج اظہر صاحب بمبئی کے احسان مند ہیں جنھوں نے فارغین کے لئے ۲ جبّوں کا انتظام فرمایا۔ مالیگاؤں کے میمن برادران کا بھی خصوصی شکریہ ادا کرتے ہیں جنھوں نے فارغین کو ۱۲ دستار عطا کیا۔ خدائے وحدہٗ لاشریک ان تمام حضرات کی خدمات کو قبول فرمائے اور ان کی دینی و دنیوی زندگی کو کامیاب بنائے۔ آمین۔

المعلن محمد عبد الحی نسیم القادری

ناظم اعلیٰ دار العلوم حنفیہ سنیہ، اسلام پورہ،

مالیگاؤں، ناسک۔

ارشادات

حضرت مُلّا مسیح اللہ بوجھتی مدظلہٗ

کرتا ہوں شروع آج بھی اپنے ارشادات عالیہ کو ساتھ نام اللہ کے کیونکہ ہوتا ہے وہ کام ابتر جس میں نہیں لیا جاتا ہے نام اللہ تعالیٰ کا وقت شروع کرنے کے جیسا کہ سنا ہے اس حقیر پر تقصیر نے زبان سے بزرگوں کی ——

پس تحقیق کہ رہے نام اللہ کا! ایک مرتبہ ہو رہا تھا اجتماع کبیرہ اندر ہمارے شہر کے اور آئے تھے اس میں علمائے رونگار "اور علمائے پیر کار ظاہر دار بہ مقدار کثیر اور ہوئے تھے شریک اس میں نفوس انسانی مانند جان داران موسم باراں کے اور لگایا گیا تھا اس میں خیمہ کبر واسطے اجلاس ہائے مختلف کے کہ تھا اس کا کرایہ ایک ہزار روپیہ سکہ رائج الوقت واسطے ایک دن رات کے اور لگائے گئے تھے اس میں بلب ہائے بجلی اور مرکری ہائے برقی واسطے روشنی کے جس کا تھا کرایہ ایک ہزار روپیہ ایک رات کا ——

چنانچہ تھی بہت چہل پہل ظاہری درمیان ہمارے شہر کے اور جاتے تھے لوگ واسطے ہونے داخل حسنات کے مثل بھیڑوں کے اندر اس خیمہ کے اور سنتے تھے تقریریں ان پڑھ علمار کی اور جب تھک جاتے تھے سنتے سنتے تو نکل آتے تھے واسطے چائے، ناشتہ اور پان کے یا واسطے رفع کرنے اپنی حاجت ضروریہ کرنے اور اگر ہو جاتی ملاقات اسی بیچ اپنے دوستوں اور آشناؤں سے تو کرتے کوشش واسطے بہکانے کی ان کے مانند بہکانے مشہور دشمن انسانوں کے اور خریدوا تے ان سے ٹوپیاں مخصوص، جو لاتے ہیں چھٹے بٹے ان اجتماعات کے مرغنوں کے واسطے کمانے نفع کثیر کے ایسے مواقع پر!

پس تحقیق کہ جب گذر گئے تین دن اس جلسہ غیر شرعی کو اور نہیں شریک ہوا میں اس جلسہ نامسعود میں مانند اوروں کے تو کہا مجھ سے ایک شخص نے ساتھ نہایت تعجب کے کہ ہے آخر بات کیا حضرت صاحب! کہ دیکھا میں نے جلسہ میں سبھوں کو اور نہیں دیکھا طرف آپکو درانحالیکہ کرتے ہیں تقریریں اس جلسہ میں، جو مقررین وہ ہیں بہت صاف گو اور نہیں چھپاتے ہیں حال اپنا بھی سننے والوں سے! حد تو یہ ہے کہ کہدیا انھوں نے بغیر کسی خوف اور جھجک کے کہ تھا میں ڈاکو اس دنیائے ناپائیدار کے مگر کیا فضل اپنا خدائے بزرگ و برتر نے مجھ پر اور لگ گیا میں اس کار خیر یعنی تبلیغ میں اور پھر چھوٹ گئی یہ عادت قبیحہ مجھ سے اور میرے عزیز و اقارب سے!

اسی طرح ہو رہی تھیں باتیں مجھ سے اور اس شخص نامعلوم سے کہ آئے دو نوجوان میرے پاس، جو آئے تھے واسطے شرکت اس اجتماع عظیم میں اور کہا انھوں نے ساتھ رازداری کے کہ حضور! ہے ایک کام ہم لوگوں کو خاص آپ سے کیونکہ سنا ہے ہم لوگوں نے کہ پتہ لگا لیتے ہیں آپ چوروں کا درمیان اس دنیائے ناپائدار کے اور نکلوا دیتے ہیں آپ چیزیں گمشدہ — پس کر دیجئے مہربانی اوپر حال ہم لوگوں کے کیونکہ ہیں ہم لوگ پردیسی اور آئے تھے یہاں سننے کو باتیں دین کی نہ کہ کھونے کیلئے اپنی سائکل اور اپنے کمبل کی —— اور ہے یہ حقیقت حضور! کہ تھا وہ کمبل اوپر میرے بستر کے صبح کے وقت اور کھڑی تھی میری سائیکل بھی ساتھ تالے کے۔ لیکن جب پہنچا واپس بعد نماز فجر کے تو نہ پایا ان دونوں میں سے ایک کو بھی۔ اور اب پوچھتا ہوں اپنے تمام ساتھیوں اور غیر ساتھیوں سے جب تو صاف کہتے

ہیں انکار اور ظاہر کرتے اپنی لاعلمی کو ۔ خیال کیا جائے حضور ! کہ کیسے گذاریں گے ہم رات اس سردیٔ شدید کی پردیس میں، خدا گواہ ہے حضرت ! کہ ہو جاتا اگر معلوم یہ پہلے کہ ہوا کرتی ہیں چوریاں اور ٹھگیاں بھی ان اجتماعات میں تو کبھی نہیں شریک ہوتا میں قیامت تک !

رہے نام اللہ کا ۔ جب دیکھا میں نے موقع غنیمت تو کردی پہلے ترکیب ایسی کہ مل جائے سائیکل اور کمبل ان بیچارے ناسمجھ پردیسیوں کا اور پھر کر دی شروع تبلیغ اصلی میں نے اصطلاح سے ۔

افسوس ہے اے عزیزانِ ملت ! تم لوگوں پر اور تمہارے ایسے بھولے بھالے جاہل اور پڑھے لکھے مسلمانوں پر جو آج تک نہیں سمجھ رہے ہیں یہ کہ نہیں یہ لوگ اجتماعی قابل پیروی مسلمانوں کے ۔ اور آہ ! ہے تم کو افسوس اپنی سائیکل اور کمبل کا ، مگر نہیں سوچا تم لوگوں نے کہ پڑا ہے کتنا زبردست ڈاکہ تمہارے دین ایمان پر ۔ اور چرایا ہے ان لوگوں نے کتنی آسانی سے تمہاری دولت ایمانی کو کہ نہیں ہو سکا احساس آج تک اسکا اور پھنس گئے تم ان کی چرب زبانی کے جال میں کہ کہتے ہیں یہ لوگوں سے کہ شریک ہوئے آپ اجتماعات میں واسطے سننے باتوں دین ایمان کی اور ڈھالئے اپنے آپ کو سانچے میں شریعت محمدی کے !

کاش ! ہوتی عقل سلیم تم کو اور کرتے فرق تم خود یا سمجھ لیتے دوسرے پڑھے لکھے لوگوں سے اس فرق کو ، جو ہے تم جیسے سچے ایمان والوں میں اور ان میں !

پس کہنے لگا ایک نوجوان کہ کیا عرض کریں حضرت ہم آپ سے ! بہت گھیرتے ہیں یہ لوگ ہم مسلمانوں کو واسطے شریک ہونے اجتماعوں میں اور کرتے ہیں بیان رو رو کر فضائل "جہاد" کے اور کہتے ہیں آخر میں نکلنا راہ میں اللہ کی واسطے تبلیغ کے ۔ ہے یہی جہاد اور ہے یہ فرض اوپر سب مسلمانوں کے اور پوچھے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ہر مسلمان سے کہ کتنی کی تھی تبلیغ تم نے اپنی زندگی چند روزہ میں اور گذارے تھے کتنے چلے واسطے تبلیغ کے درمیان دنیائے ناپائدار کے ۔ اسی لئے کانپ جاتے ہیں ہم کمزور ایمان والے اور ہو جاتے ہیں شریک ڈر سے ساتھ ان کے . . . . اور ہے خدا گواہ اس امر پر کہ نہیں چاہتا ہے دل اپنا کہ بچھاویں اپنا بستر مسجدوں میں واسطے سونے کے اور کھائیں وہاں کھانا مانند ہوٹلوں کے ، کیونکہ سنا ہے ہم لوگوں نے کہ نہیں بنی ہیں مسجدیں واسطے کھانے اور سونے کے بلکہ ہیں یہ صرف واسطے ادائیگی فرض نمازوں کے ۔ مگر ہونا پڑ جاتا ہے ہم لوگوں کو مجبور اپنے "امیروں" سے جو کئے جاتے مقرر گھاگ سرغنوں جماعت سے ۔ اور نہیں ملتا ہے حکم ہم لوگوں کو کچھ بھی کرنے کا اپنے جی سے ۔ بلکہ اگر چل جائے بس ان امیروں کا تو کرائیں یہ لوگ پیشاب اور پاخانے بھی اپنی اجازت سے بعد کرنے مشوروں کے ۔

پھر کہا ایک تیسرے نووارد شخص نے کھا کر قسم کہ ہے قانون انکا کہ نہیں نکل سکتا ہے کوئی آدمی جماعت کا واسطے ٹہلنے کے بغیر اجازت امیر اپنے کے ! ۔ چنانچہ ایک دن جب سوچا میں نے دینے کو حاضری مزار پر ایک بزرگ کے تو کیا تذکرہ اسکا اپنے ساتھیوں سے ۔ پس ہوگئی برپا قیامت اور ہونے لگی لعن طعن اوپر میرے اور پہونچی نوبت یہانتک کہ ڈال دیا لوگوں نے ہار جوتوں کا میرے گلے میں اور کہنے لگے ایک زبان ہو کر کہ بہکا رہا ہے یہ شخص لوگوں کو واسطے قبر پرستی کے اور ہے یہ شخص سی آئی ڈی ، بدعتوں کا ! . . . . پس سہہ لیا میں نے انکے ظلم و ستم کو اور کر لیا فیصلہ اسی وقت چھوڑ دینے کا اس جماعت بے دینوں کو . . . . اور نکل بھاگا بہ وقت رات کے انکی جماعت سے اور کر لیا عہد دل میں کہ رہے گی جبتک جان اپنے جسم میں نہیں جاؤنگا میں کبھی بھی نزدیک اس جماعت کے افراد کے . . . . بلکہ کر دیجئے آپ بھی حضرت ! دعا واسطے میرے کہ بچا رہوں میں ان کے شر سے !

پس تحقیق کہ ہوا بہت افسوس مجھ کمترین کو اوپر حال اس بے چارے کے اور اب کرتا ہوں دعائیں کہ بچائے رکھے اللہ تعالیٰ اس غریب کو اور دوسرے مسلمانوں نیک کو انکے شر سے قیامت تک ! اور ہے اب یہ درخواست آپ سے اے ناظرین ! کہ کیجئے آپ بھی دعائیں واسطے بچے رہنے مسلمانوں کے اس جماعت کے شر سے اور جماعت والوں کی مکاری ، ظاہرداری اور چرب زبانی کے فریب سے !